Darjae Hashtum

فہرست

۱۔ ہمارے عقائد ---------- ۷

۲۔ مقصد حیات ---------- ۱۵

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ---------- ۲۲

۴۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ---------- ۳۱

۵۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام ---------- ۴۰

۶۔ قرآن مجید ---------- ۵۳

۷۔ دعا ---------- ۶۳

۸۔ زبان کے گناہ (۱) ---------- ۷۲

۹۔ زبان کے گناہ (۲) ---------- ۸۳

۱۰۔ تقلید ---------- ۹۴

۱۱۔ احکام اسلام ---------- ۱۰۰

۱۲۔ اقوال زرّیں ---------- ۱۱۰

ہمارے عقائد

نبوت

سوال: اللہ نے انبیاء علیہم السلام کو کیوں مبعوث کیا؟

جواب: اللہ نے انسان کو خلق کیا اور چاہا کہ بندے اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کریں۔ خدا کے عدل کا تقاضہ تھا کہ وہ اپنے بندوں کو ان کی تخلیق کا مقصد بتانے کا انتظام کرے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بندوں کا انتخاب کیا، جنہوں نے اللہ سے احکام لے کر بندوں تک پہنچائے۔ خدا اور بندوں کے درمیان ان وسیلوں کو انبیاء کہتے ہیں۔

سوال: نبی کی شناخت کیسے ہوتی ہے؟

جواب: خدا ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور عطا کرتا ہے۔ معجزہ اس غیر معمولی فعل کو کہتے ہیں جو نبی اپنے دعویٰ نبوت کی صداقت کے طور پر پیش کرے اور جس کے کرنے سے انسان عاجز ہو مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا یا ہمارے آخری نبی کا

شق القمر (چاند کے دوٹکڑے) کرنا۔ پس جو شخص دعویٰ نبوت کرے اور معجزہ بھی دکھائے، وہ خدا کی جانب سے بھیجا ہوا سچا نبی ہے۔

سوال: نبی میں کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: خدا سے بعید ہے کہ وہ کسی اعلیٰ کو کسی ادنیٰ کی پیروی کا حکم دے۔ چونکہ خدا نے امت پر نبی کی مکمل اطاعت واجب کی ہے چنانچہ نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ تمام فضائل و صفات و کمالات میں جامع اور اپنے اہل زمانہ سے افضل ہو۔گویا نبی علم، بہادری، سخاوت، اخلاق حسنہ وغیرہ میں اپنے زمانے میں سب سے اعلیٰ درجات پر ہوتا ہے۔ ان صفات کے ساتھ ساتھ نبی کا معصوم ہونا بھی ضروری ہے یعنی وہ تمام گناہوں سے پاک ہو۔

سوال: نبی کا معصوم ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب: نبی لوگوں تک احکام شریعت پہنچانے اور انہیں آداب و انسانی کمالات کے حصول کی تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ لہذا اگر نبی گناہوں اور نقائص سے مبرّا نہ ہو تو لوگوں کو اس بات کا اطمینان نہیں ہوگا کہ وہ شریعت میں کوئی تبدیلی نہ کرے گا اور اس کے بیان کردہ احکام خدا کی جانب سے ہیں۔ اس بنا پر نبی کے اقوال و کردار پر لوگوں کو بھروسہ نہ رہے گا۔ چنانچہ نبی کی پیروی لوگ اسی صورت میں کریں گے جب انہیں اطمینان ہو کہ نبی غلطی

نہیں کرے گا۔ دوسرے یہ بھی خدا کے عدل کے خلاف ہے کہ کسی گناہگار کی پیروی کا حکم دے ورنہ امت بھی گناہ میں ملوث ہوجائے گی۔ اسی لئے نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

سوال: نبی کا انتخاب خدا ہی کیوں کرتا ہے؟

جواب: عقلی دلیلوں سے ثابت ہے کہ نبی کو اپنے زمانے میں ہر اچھی صفت وکمال میں اعلیٰ ترین درجے پر ہونا چاہئے اور معصوم بھی ہونا چاہئے۔ اب یہ انسانوں کے لئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ ایسے شخص کی شناخت کرسکیں جس میں یہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں۔ لہذا نبی کا انتخاب خدا ہی کرتا ہے کیونکہ وہی انسان کے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔

سوال: نبی کی شناخت کے بعد لوگوں کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: نبی کی شناخت کے بعد لوگوں کا فرض ہے کہ ان کی نبوت کا اقرار کریں اور ان کی مکمل اطاعت کریں یعنی زندگی گزارنے کا جو طریقہ نبی نے بتایا ہے، اس پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔

سوال: اللہ نے ہماری ہدایت کے لئے کتنے انبیاء بھیجے؟

جواب: اللہ نے ہماری ہدایت کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے، جن میں پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور آخری ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ان انبیاء میں

۳۱۳ بڑے نبی ہیں جنہیں رسول کہا جاتا ہے۔ ان رسولوں میں پانچ کو خدا نے شریعت عطا فرمائی جنہیں اولوالعزم انبیاء کہا جاتا ہے۔ اولوالعزم انبیاء حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان میں بھی ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ ترین درجات پر فائز ہیں۔ آپؐ کی رسالت کا اقرار اور آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار مسلمان ہونے کی شرائط میں شامل ہے۔

امامت

سوال: امام کسے کہتے ہیں؟

جواب: امام کے لغوی معنی رہبر، قائد، نگراں وغیرہ کے ہیں لیکن جب کبھی دینی اصطلاح کے طور پر یہ لفظ استعمال کیا جائے تو اس سے مراد رسول اللہؐ کے جانشین ہوتے ہیں جو رسول اللہؐ کی لائی ہوئی شریعت کی حفاظت کریں اور ان کے مقصد کو آگے بڑھائیں اور عام انسانوں پر ان کی اطاعت فرض ہو۔

سوال: کیا خاتم الانبیاءؐ کے بعد امام کی ضرورت ہے؟

جواب: بے شمار دلائل کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبی کے بعد امام کی ضرورت ہے اور جب تک دنیا باقی رہے گی، امام کی ضرورت بھی

باقی رہے گی۔ ان میں سے چند دلیلیں یہ ہیں:

۱۔ دنیا قیامت تک باقی رہے گی لہذا امت کو قیامت تک ہدایت کی ضرورت رہے گی۔ اس کے سبب ایک ہادی کا ہر وقت موجود ہونا ضروری ہے جو امت کی ہدایت کرتا رہے۔

۲۔ رسول اللہؐ جن مقاصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے ان میں سے کئی ایک کی تکمیل باقی ہے مثلاً رسول اللہؐ کا ایک مقصد تھا کہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کردیں لیکن ابھی یہ کام نامکمل ہے۔ لہذا نبیؐ کے ایسے جانشین کی ضرورت رہے گی جو ان کے نامکمل کاموں کی تکمیل کرسکے۔

۳۔ سابقہ تمام شریعتوں کے ماننے والوں نے احکام شریعت کو تبدیل کردیا اور خدا کی نازل کردہ کتب میں تحریف کردی۔ چونکہ اب کوئی نبی نہ آئے گا اور دین اسلام قیامت تک باقی رہے گا، لہذا سلسلۂ امامت بھی قیامت تک باقی رہنا چاہئے تاکہ نہ کوئی شریعت تبدیل کرسکے اور نہ ہی کوئی قرآن میں تحریف کرسکے۔

سوال: امام میں کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی

Darjae Hashtum

اُلاَمْرِمِنْکُم

لے ایمان والو! اللّٰہ کی اطاعت کرو اور
رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو
جو تمھیں میں سے ھیں۔

سورۃ النساء آیت ۵۹

امام (اولی الامر) کی اطاعت بھی نبی کی اطاعت کی طرح واجب ہے۔ چنانچہ صفات میں امام کو بھی نبی کی طرح تمام فضائل و کمالات میں جامع اور اپنے اہل زمانہ سے افضل ہونا چاہئے۔ اسی طرح امام کا معصوم ہونا بھی ضروری ہے۔

سوال: امام کا انتخاب کون کرتا ہے؟

جواب: جس طرح نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتا ہے اسی طرح امام کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے کیونکہ وہی ہے جو انسان کے ظاہر و باطن سے واقف ہے اور وہی ایسے بندوں کی شناخت کرسکتا ہے جن میں امامت کے لئے ضروری صفات موجود ہوں۔

سوال: ہم کیسے پہچانیں کہ امام کون ہیں؟

جواب: اللہ کے حکم سے رسول خداؐ نے بے شمار مواقع پر اپنے جانشینوں کا اعلان فرمایا۔

ایک موقع پر حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ نے آنحضرتؐ سے پوچھا:

Darjae Hashtum

"اللّٰہ تعالیٰ نے آپؐ کے بعد ہم پر اولی
الامر کی اطاعت واجب کی ہے۔ اولی
الامر کون ہیں؟"
آنحضرتؐ نے فرمایا:

"اولی الامر میرے جانشین اور مسلمانوں کے امام ہیں، جن میں سے پہلا علی بن ابی طالب ہے، پھر حسن پھر حسین پھر علی بن الحسین پھر محمد بن علی جو "باقر" کے لقب سے مشہور ہوگا اور تم اس سے ملاقات کروگے اور جب تمہاری اس سے ملاقات ہو تو میری طرف سے سلام پہنچانا۔ پھر جعفر بن محمد، پھر موسیٰ بن جعفر، پھر علی بن موسیٰ، پھر محمد بن علی، پھر علی بن محمد، پھر حسن بن علی، پھر وہ میرا جانشین ہوگا جس کا نام اور کنیت میرے نام اور کنیت کے مطابق ہوگی۔ حسن بن علی کا بیٹا زمین پر حجت خدا ہوگا۔ اللہ اس کے ہاتھ پر مشارق و مغارب کو فتح کرے گا اور میرا وہی جانشین ایک طویل غیبت میں چلا جائے گا اور اس کے زمانۂ غیبت میں اس کی امامت پر وہی قائم رہیں گے جن کے دل کا اللہ نے ایمان کے لئے امتحان لیا ہوگا۔"

Darjae Hashtum

اسی طرح حجۃ الوداع سے واپسی پر میدان غدیر میں مسلمانوں کے اجتماع میں آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی کا اعلان فرمایا۔
حضرت علی علیہ السلام نے حضرت حسن علیہ السلام کی امامت پر، حضرت حسن علیہ السلام نے حضرت حسین علیہ السلام کی امامت پرنص قائم فرمائی۔ اس کے بعد ہر امامؑ نے اپنے جانشین کی امامت پر نص قائم فرمائی۔ اس طرح یہ سلسلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہویں اور آخری جانشین اور ہمارے زمانے کے امام حضرت مہدی صاحب الزماں علیہ السلام تک پہنچا جو حکم خدا سے زندہ ہیں اور پردۂ غیبت میں ہیں۔

سوال: امام کی شناخت کے بعد لوگوں کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: امام کی شناخت کے بعد لوگوں کا فرض ہے کہ ان کی امامت کا اقرار کریں اور ان کی مکمل اطاعت کریں یعنی زندگی گزارنے کا جو طریقہ امامؑ نے بتایا ہے اس پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔

"جو مر گیا اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا، وہ جاھلیت کی موت مرا۔"
____ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆☆☆☆☆

Darjae Hashtum

مقصد حیات

۱۹۶۰ء کی دہائی کا ذکر ہے، ایک صبح چین کا شہر بیجنگ گولیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ ان گولیوں کا ہدف چھوٹی چھوٹی چڑیاں تھیں۔ بات دراصل یہ تھی کہ ہر سال یہ چڑیاں فصلوں کو نقصان پہنچاتی تھیں۔ چین کے باشندے ان کی وجہ سے بہت پریشان تھے، چنانچہ بڑی سوچ بچار کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان چڑیوں کو مار دیا جائے۔ چڑیوں کو ختم کر کے انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔ مگر یہ سکون عارضی ثابت ہوا کیونکہ ہر سال کے مقابلے میں ان کی فصلوں کو اس سال زیادہ نقصان ہوا۔ چین کے لوگ حیران و پریشان ہوئے کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ تحقیق کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ فصلوں کو زیادہ نقصان پہنچانے والے وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے تھے جنہیں یہ چڑیاں کھا جایا کرتی تھیں۔

عزیز طالب علمو!

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا نے کوئی بھی چیز بغیر مقصد کے

Darjae Hashtum

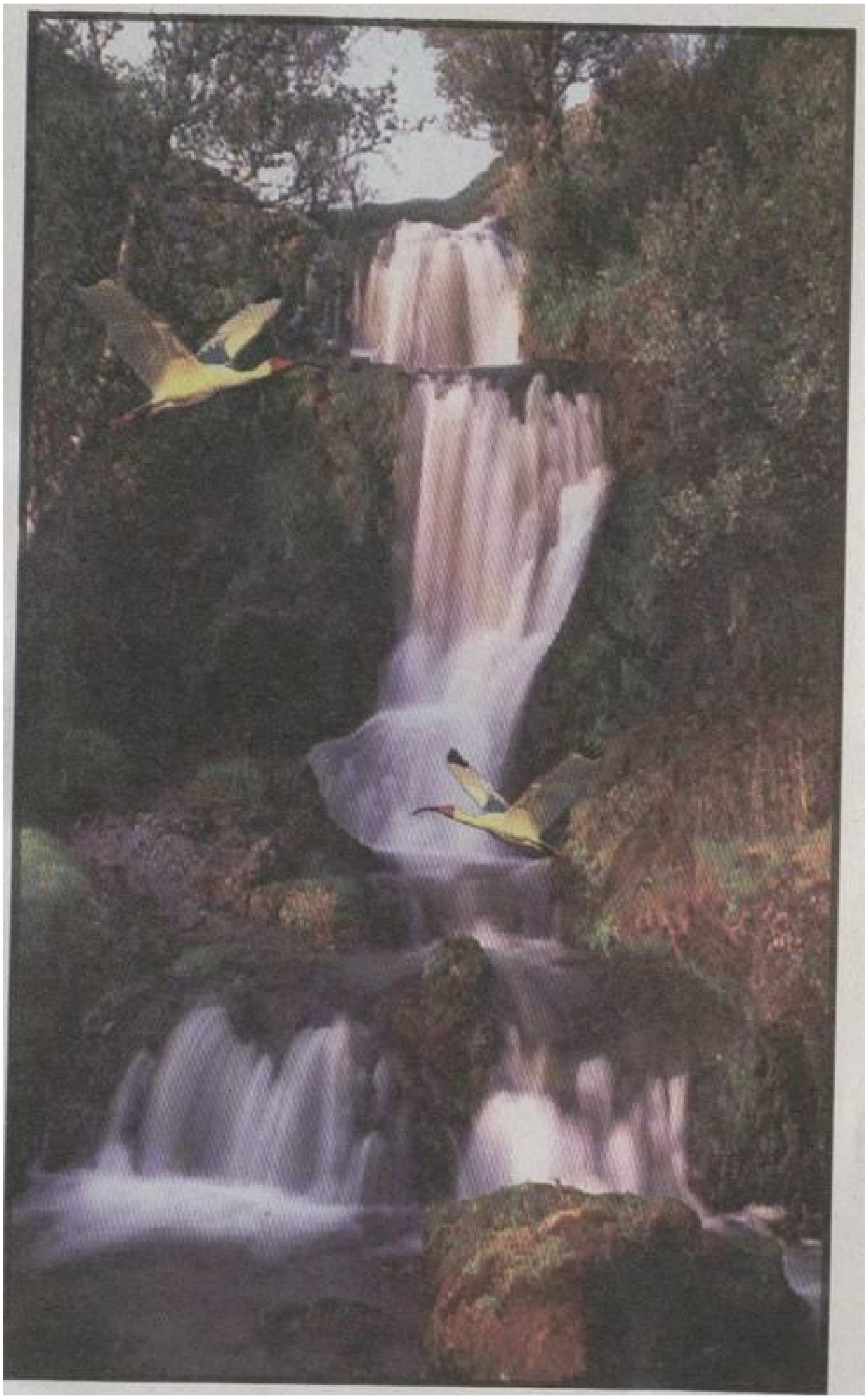

نہیں پیدا کی، ہر شے کی تخلیق کے پیچھے ایک مقصد ہے اور ہر شے اپنی وجۂ تخلیق کو پورا کرنے میں مصروف ہے۔ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا بٰطِلًا

اور ہم نے آسمان اور زمین اور اس کے
درمیان کی مخلوقات کو بیکار نہیں
پیدا کیا ہے۔

سورۃ صٓ آیت ۲۷

پیارے بچو!

ہم اپنے اردگرد نظر ڈالیں تو ہر طرف خالق کائنات کی عطا کردہ نعمتیں نظر آتی ہیں جو ہمیں غور وفکر کی دعوت دیتی ہیں۔

ہرے بھرے شاداب درخت ہمارے ماحول کو خوشنما بناتے ہیں، ہمیں طرح طرح کے پھل اور پھول فراہم کرتے ہیں، ان کی لکڑی جلانے اور مختلف چیزیں بنانے کے کام آتی ہے، یہ تھکے ہوئے مسافروں کو دھوپ میں سایہ فراہم کرتے ہیں۔ آج کی دنیا کا ایک بہت سنگین مسئلہ ماحول کی آلودگی ہے، درخت اس آلودگی کو کم کرنے میں بھی مدد کرتے ہیں۔

آسمان پر چمکتا ہوا سورج ہماری دنیا کو روشن کرتا ہے اور اسے حرارت

Darjae Hashtum

فراہم کرتا ہے۔ ہماری غذائی ضرورتوں کو پورا کرنے میں سورج کا بڑا حصہ ہے، اس کی شعاعیں درختوں اور فصلوں کی نشونما کے لئے انتہائی ضروری ہیں، دوسری جانب ان کی تپش کی وجہ سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر بادلوں کی شکل اختیار کرتا ہے۔ یہ بادل بارش کی صورت میں درختوں اور فصلوں کو ضروری پانی فراہم کرتے ہیں۔ انسان کی ہڈیوں کی مضبوطی کے لئے وٹامن ڈی ضروری ہے، ہماری جلد پر پڑنے والی سورج کی شعاعوں سے ہمارے جسم میں یہ وٹامن تیار ہوتا ہے۔ جدید سائنسی ترقی نے یہ بات ثابت کی ہے کہ سورج کی شعاعوں میں ایک طاقت پوشیدہ ہے جو بجلی اور دیگر قسم کے ایندھن کی طاقت کا متبادل بن سکتی ہے۔

اس کے علاوہ انسان اپنے جسم پر غور کرے تو اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ کوئی بھی عضو بیکار پیدا نہیں کیا گیا اور ہر عضو اپنے مقصد تخلیق کو احسن طریقے سے پورا کر رہا ہے۔ ہمارے چہرے پر موجود ناک ہمیں حیران کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ ناک بظاہر صرف سونگھنے کا کام دیتی ہے لیکن دراصل یہ سانس کے ذریعے پھیپھڑوں میں جانے والی ہوا کو صاف بھی کرتی ہے اور اسے گرم اور مرطوب بھی کرتی ہے، ایسا نہ ہو تو ہمارے لئے سانس لینا مشکل ہو جائے۔ یہی ناک صحیح آواز کے پیدا کرنے میں مددگار ہے اور چہرے کو خوشنما بنانے میں بھی اس کا حصہ ہے۔

دہن انسانی میں بننے والا تھوک بظاہر بے مقصد نظر آتا ہے لیکن کبھی

یہ منہ میں نہ بنے تو ہمارے لئے زندگی دشوار ہو جائے۔ تھوک ہمارے حلق، تالو اور زبان کو تر رکھتا ہے، اگر یہ خشک ہوجائیں تو ہماری غذا حلق سے نیچے نہ اترے۔

پیارے بچو!

ہم نے دیکھا کہ خدا نے ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی بغیر مقصد کے نہیں پیدا کی، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا نے انسان کو، جو اشرف المخلوقات ہے، بغیر مقصد کے پیدا کیا ہو؟ خالق کائنات نے اس بات کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا ہے:

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّ
اَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ○

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو
بیکار پیدا کیا ہے اور ہماری طرف پلٹا
کر نہیں لائے جاؤگے۔

سورۃ مومنون آیت ۱۱۵

خدائے مہربان نے تخلیق انسان کے مقصد کی قرآن مجید میں اس طرح وضاحت فرمائی ہے:

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا
لِیَعۡبُدُوۡنِ ○

Darjae Hashtum

اور میں نے جنات اور انسان کو اس لئے

پیدا کیا ھے کہ میری عبادت کریں۔

سورۃ الذّریٰت آیت٥٦

عزیز طالب علمو!

جب یہ بات ثابت ہے کہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی شے اپنی تخلیق کا مقصد پورا کرنے میں مصروف ہے تو اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے ہم پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم بھی اپنی تخلیق کا مقصد پورا کریں۔ آئیں، عہد کریں کہ کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کریں گے اور اپنی زندگی کو اللہ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق بسر کریں گے۔

"انسانوں میں سب سے افضل وہ ھے
جسے خدا کی عبادت سے عشق ھے۔"

——— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆☆☆☆☆

Darjae Hashtum

سوالات

سوال نمبر۱: چین کے باشندوں نے چڑیوں کو کیوں مارا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

سوال نمبر۲: خدائے مہربان نے سورج میں ہمارے لئے کیا فوائد رکھے ہیں؟

سوال نمبر۳: دنیا کی بظاہر بے مقصد نظر آنے والی چیزیں بھی انسان کے لئے بے انتہا مفید ہیں، مثال سے واضح کیجئے۔

سوال نمبر۴: خدا نے انسان کو کس مقصد سے خلق کیا؟ انسان کو اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شمار اولوالعزم انبیاء میں ہوتا ہے۔ پروردگار عالم نے آپؑ پر توریت نازل کی۔ آپؑ کو خدا سے گفتگو کا شرف حاصل تھا، اس لئے آپؑ کو "کلیم اللہ" کہا جاتا ہے۔ آپؑ کے زمانے میں احکام خداوندی کو فراموش کردیا گیا تھا۔ فرعون کی صورت میں ایک ظالم حکمران لوگوں پر مسلط تھا۔ چوری، بددیانتی اور ظلم وستم کا دور دورہ تھا۔ بت پرستی عام تھی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ لوگ فرعون کو معبود سمجھ کر سجدہ کرتے تھے۔ ایسے بدترین ماحول میں آپؑ نے کلمۂ حق لوگوں تک پہنچایا۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی آپؑ ثابت قدمی سے اپنی فرائض منصبی ادا کرتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ایک نجومی نے فرعون سے کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو اس کے تخت و تاج کو نیست و نابود کردے گا۔ فرعون نے اس پیشن گوئی سے خوفزدہ ہو کر حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ پیدا ہو، اسے قتل کردیا جائے۔ چنانچہ ہزاروں نومولود

بچے بے گناہ مار دیئے گئے۔ ایسے خطرناک ماحول میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ حکم خدا کے تحت آپؑ کی والدہ نے اپنے نومولود فرزند کو ایک صندوق میں رکھ کے دریائے نیل کے حوالے کردیا۔ اس صندوق کو دریا کی لہروں نے فرعون کے محل تک پہنچا دیا۔ فرعون نے جب اس بچے کو دیکھا تو اس کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ فرعون کی بیوی جناب آسیہؓ نے، جو ایک نیک سیرت مومنہ تھیں، کہا:

"اس خوبصورت لڑکے کو قتل نہ کرو،
ممکن ھے یہ آگے چل کر ھمارے لئے مفید
ثابت ھو۔"

یہ سن کر فرعون آپؑ کو قتل کرنے سے باز آ گیا۔ اس طرح خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لڑکپن کا زمانہ فرعون کے محل میں گزارا۔ یہیں آپؑ جوان ہوئے۔ آپؑ دیکھا کرتے تھے کہ فرعون کی جانب سے ظلم ڈھائے جارہے ہیں۔ آپؑ کی کوشش ہوتی تھی کہ مظلوموں اور بے کسوں کی مدد کریں اور حاجت مندوں کی حاجات پوری کریں۔

مصر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین تشریف لے گئے۔ یہیں آپؑ کی شادی نبیٔ خدا حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی۔ مدینؔ میں دس سال قیام فرمانے کے بعد آپؑ دوبارہ مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں

Darjae Hashtum

ایک جگہ آپؑ نے آگ دیکھی تو اس کی جانب بڑھے۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ آگ ایک سرسبز درخت پر روشن تھی۔ یہی وہ مقدس وادی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا اور اسی مقام پر اللہ نے آپؑ کو عصا اور یدِ بیضٰی کے معجزے عطا فرمائے۔ پھر خدا کی جانب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپؑ فرعون اور اس کی قوم کے پاس جا کر انہیں صحیح راستے کی ہدایت کریں۔ یہیں خدا نے آپؑ کی درخواست پر حضرت ہارون علیہ السلام کو آپؑ کا معاون مقرر فرمایا۔

مصر پہنچنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے ہمراہ فرعون کے دربار میں تشریف لے گئے۔ آپؑ نے فرعون کو خدائے وحدہٗ لاشریک کو ماننے کی دعوت دی، اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور نبوت کی تصدیق کے طور پر دونوں معجزے دکھائے۔ آپؑ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو وہ اژدہا بن گیا۔ اس کے بعد آپؑ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالا، پھر باہر نکالا تو آپؑ کی ہتھیلی سے چندھیا دینے والی روشنی نکل رہی تھی۔ فرعون سے جب آپؑ کی بات کا جواب نہ بن پڑا تو اس نے آپؑ پر جادوگر ہونے کا الزام لگایا۔ اس نے اپنے درباری جادوگروں کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کریں۔ جادوگروں نے ہزاروں تماشائیوں کے سامنے رسیاں پھینکیں جو ان کی شعبدہ بازی کی وجہ سے حرکت کرنے لگیں اور لوگوں کو یوں دکھائی دینے لگیں جیسے خطرناک سانپ چل رہے ہوں۔ ان کے جواب میں

Darjae Hashtum

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر پھینکا جو اژدہا بن گیا اور جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو نگل گیا۔ یہ دیکھ کر سارے جادوگر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے:

"ہم عالمین کے پروردگار پر ایمان لائے
(یعنی) موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب پر۔"

سورۃ الاعراف آیت ۱۲۲۔۱۲۱

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکست کھانے کے بعد فرعون نے آپؑ کے قتل کا ارادہ کیا۔ فرعون کے بُرے ارادوں کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی تبلیغ کا کام جاری رکھا اور لوگوں کو صحیح راستے کی طرف ہدایت کرتے رہے۔ آپؑ نے اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرایا اور خدا کی نافرمانی سے باز رہنے کی تلقین کی۔ چند لوگوں کے سوا کسی نے آپؑ کی تبلیغ کا اثر قبول نہ کیا اور اپنی سرکشی پر قائم رہے۔ خدائے مہربان نے اس نافرمان قوم کو اپنے عذاب کی مختلف نشانیاں دکھائیں تاکہ وہ ایمان لائیں اور بڑے عذاب سے محفوظ رہیں۔ کبھی خشک سالی آئی، کبھی پھل ناپید ہو گئے، کبھی انہیں سیلاب کا سامنا کرنا پڑا تو کبھی ٹڈی دَل نے ان کی فصلوں کو تباہ کر دیا۔ خدا کی ان نشانیوں سے پریشان ہو کر یہ نافرمان قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتی اور درخواست کرتی کہ آپؑ خدا سے دعا کریں کہ یہ عذاب ٹل جائیں، اس کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے۔ لیکن جب عذاب ٹل جاتا تو وہ پھر اپنے کفر پر جم جاتے۔

Darjae Hashtum

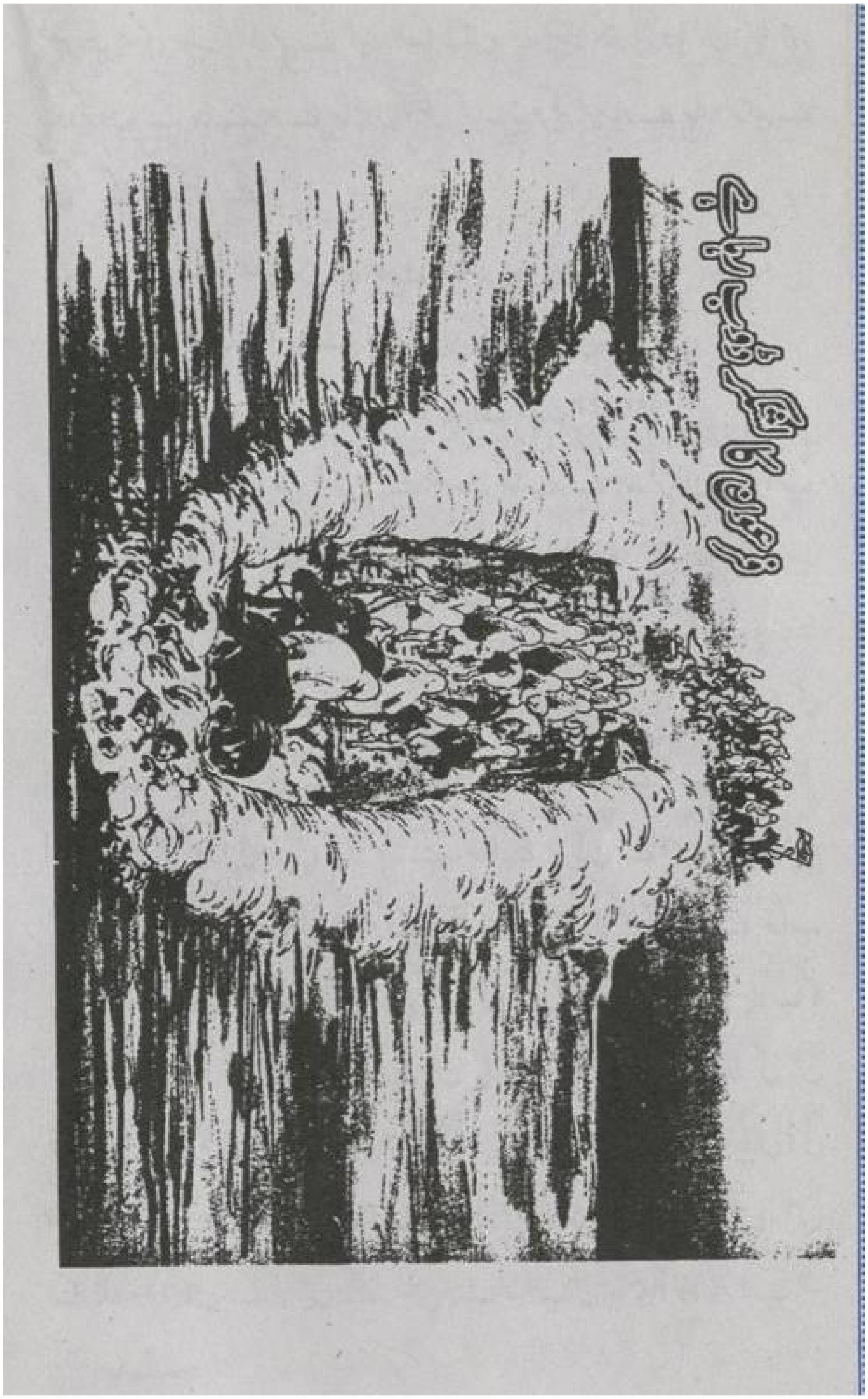

Darjae Hashtum

بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوا کہ وہ اپنے ایمان لانے والے ساتھیوں کے ہمراہ مصر سے باہر نکل جائیں۔ آپؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلسطین کی جانب روانہ ہوئے۔ فرعون یہ اطلاع پاتے ہی اپنے ساتھیوں سمیت ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو آپؑ کو فرعون کا لشکر اپنے تعاقب میں آتا دکھائی دیا۔ حکم خدا سے آپؑ نے اپنا عصا دریا میں مارا جس سے دریا کا پانی پھٹ گیا اور راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے مختصر قافلے کے ساتھ بحفاظت اس راستے سے دوسرے کنارے تک پہنچ گئے۔ فرعون نے دیکھا کہ دریا میں راستہ بنا ہوا ہے تو اپنی فوج سمیت اسی راستے پر ہولیا۔ جب اس کے تمام سپاہی دریا میں داخل ہوگئے تو دریا کا پانی پھر سے مل گیا اور فرعون اور اس کے ساتھی عذاب الٰہی کا شکار ہوکر دریا میں غرق ہوگئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے وعدہ فرمایا تھا کہ جب خدا فرعون کو ہلاک کردے گا تو آپؑ خدا کی طرف سے ایک کتاب لائیں گے جو ان لوگوں کی رہنمائی کرے گی۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خدا سے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنایا اور آپؑ خود کوہ طور پر تشریف لے گئے اور وہاں چالیس راتیں قیام فرمایا۔ اس وقت اللہ نے آپؑ پر بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے ”توریت“ نازل فرمائی۔

بنی اسرائیل نے اپنی زندگی مصر جیسے بت پرست ملک میں گزاری

Darjae Hashtum

تھی، چنانچہ بت پرستی ان کی عادت بن چکی تھی۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ اللہ کا بت بنا کر دیں تا کہ وہ اس کے سامنے سجدہ کر سکیں۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بے عقلی پر افسوس کا اظہار کیا تھا اور انہیں اس قبیح فعل سے باز رکھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت لیکر کوہ طور سے واپس آئے تو یہ قوم سامری جادوگر کے بنائے ہوئے سونے کے بچھڑے کی پوجا کر رہی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر غضبناک ہوئے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے آپؑ کو بتایا کہ قوم نے ان کے منع کرنے کے باوجود بت پرستی شروع کر دی۔ آپؑ نے ایک بار پھر قوم کی صحیح راستے کی طرف ہدایت کی اور خدا سے مغفرت طلب کرنے کی تلقین کی۔ سامری جادوگر پر خدا نے عذاب نازل کیا اور اس کے بنائے ہوئے بچھڑے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلا دیا۔

خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر بنی اسرائیل ایمان لے آئیں تو انہیں فلسطین کی سرزمین کی حکمرانی عطا کرے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر اس مقدس سرزمین کی جانب بڑھے تا کہ خدا کا وعدہ پورا ہو۔ راستے میں بنی اسرائیل کو فلسطین کے باشندوں اور سپاہیوں کی طاقت کی اطلاع ملی تو یہ نافرمان قوم ایک بار پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منحرف ہوگئی اور کہا:

"تم اور تمہارا خدا جاؤ اور ان لوگوں کے
خلاف جنگ کرو، ہم تو یہیں بیٹھیں گے

Darjae Hashtum

اور جب وہ لوگ اس سرزمین کو خالی کردیں گے تو ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کی سرکشی کی شکایت خدا سے کی۔ خدا نے اس قوم پر فلسطین کی سرزمین حرام کردی اور انہیں چالیس سال تک صحراؤں میں بھٹکنا پڑا۔ اسی دوران حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ دونوں کو کوہ ہود پر دفن کردیا گیا۔ سزا کی مدت ختم ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں اس قوم نے فلسطین پر قبضہ کرلیا اور یوں خدا کا وعدہ پورا ہوا۔

☆☆☆☆☆

Darjae Hashtum

سوالات

سوال نمبر۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت حالات کیسے تھے اور ان حالات میں خدا نے آپؑ کی حفاظت کیسے فرمائی؟

سوال نمبر۲: اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کون سے دو معجزات عطا فرمائے تھے؟

سوال نمبر۳: فرعون کے درباری جادوگر اللہ پر ایمان کیوں لے آئے؟

سوال نمبر۴: خدا نے مصر میں بنی اسرائیل کی نافرمان قوم پر کیا عذاب نازل کئے اور ان کا مقصد کیا تھا؟

Darjae Hashtum

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ایک نومولود کی زبان سے یہ جملہ سن کر ان کی پھوپھی حیران ہوئیں اور اپنے بھائی امام علی رضا علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا۔ امام علی رضا علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"جو چیزیں اس کے بعد دیکھو گی وہ
اس سے کھیں زیادہ عجیب ھوں گی۔"

یہ نومولود ہمارے نویں امام حضرت محمد تقی علیہ السلام تھے جنہوں نے دیگر ائمہ علیہم السلام کی طرح پیدا ہوتے ہی خدا کی وحدانیت اور رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ آپؑ کی ولادت ۱۰ رجب ۱۹۵ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپؑ کے والد ماجد امام علی رضا علیہ السلام تھے اور والدہ ماجدہ کا نام سبیکہ تھا جو خزراں کے لقب سے

مشہور تھیں۔آپؑ کے مشہور القاب تقی اور جواد اور کنیت ابو جعفر ہے۔

عبداللہ ابن جعفر اور صفوان بن یحییٰ نے ایک مرتبہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا:

"اگر خدانخواستہ آپؑ دنیا سے اٹھ جائیں تو آپؑ کا جانشین کون ہوگا؟"

امام رضا علیہ السلام نے امام تقی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"میرا یہ فرزند۔"

انہوں نے پوچھا:

"ان کی عمر تو فقط تین سال ہے اور تین برس کا بچہ امت کی ذمہ داریاں کیسے سنبھالے گا؟"

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے اپنی حجت قرار دیا جبکہ وہ تین سال کے بھی نہیں تھے۔"

اس طرح امام رضا علیہ السلام نے واضح کیا کہ منصب امامت کے لئے سن و سال کی کوئی قید نہیں ہے۔

امام محمد تقی علیہ السلام ابھی کمسن ہی تھے کہ آپؑ پر مصائب کا سلسلہ

شروع ہوگیا۔ مامون رشید کے حکم پر امام رضا علیہ السلام کو جب مدینہ چھوڑ کر خراسان جانا پڑا، اس وقت آپؑ کی عمر مبارک پانچ سال تھی۔ اس کے بعد باپ بیٹے میں کبھی ملاقات نہ ہوسکی کیونکہ مامون نے امام رضا علیہ السلام کو عالم غربت میں زہر دے کر شہید کردیا تھا۔ ۲۰۳ھ میں والد کی شہادت کے بعد آپؑ منصب امامت پر فائز ہوئے۔ اس وقت آپؑ کی عمر مبارک صرف آٹھ سال تھی۔

امام محمد تقی علیہ السلام کو چند لوگ کمسنی میں امامؑ ماننے کو تیار نہ تھے۔ لہٰذا ان لوگوں نے فیصلہ کیا کہ آپؑ کے علم کا امتحان لیا جائے۔ وقت مقررہ پر لوگوں نے سوالات کی بوچھاڑ کردی۔ سوالات کا یہ سلسلہ تین دن تک جاری رہا۔ آپؑ نے ہر سوال کا ایسا تسلی بخش جواب دیا کہ ہر شخص مطمئن ہوکر اٹھا۔

امام محمد تقی علیہ السلام اپنے دور میں علم، عبادت اور اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ مامون رشید کے دور کو علمی ترقی کا دور کہا جاتا ہے۔ یہ علمی ترقی آپؑ اور آپؑ کے والد امام علی رضا علیہ السلام ہی کا فیض تھا۔ آپؑ نے دربار شاہی میں بے شمار علمی مباحث کیے۔ مامون کے قاضی القضاۃ یحییٰ ابن اکثم سے آپؑ کے مباحث بہت مشہور ہیں۔ ان مباحث کی وجہ سے آپؑ کے علم کا چرچا دور دور تک ہونے لگا اور لوگ صحیح اسلام سے آشنا ہونے لگے۔ بغداد سے جب آپؑ مدینہ تشریف لائے تو درس و تدریس کا سلسلہ مسجد نبویؐ میں جاری ہوا اور لوگ آپؑ سے علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ علم سے آپؑ کو

اتنی محبت تھی کہ تحصیل علم کے لئے آنے والوں کی بہت خاطر تواضع فرماتے تھے۔ آپؑ کا ارشاد ہے:

"انسان کی عظمت اچھے لباس و مکان
سے نہیں، اس کے علم و اخلاق سے ہے۔"

امام محمد تقی علیہ السلام اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ دوست دشمن سبھی آپؑ کے اخلاق کے قائل تھے۔ ام الفضل نے جب اپنے باپ مامون سے امامؑ کی شکایت کی تو مامون نے اپنی بیٹی کو ڈانٹ دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ امامؑ سے بہتر اخلاق کسی اور کا نہیں۔

آپؑ بے حد سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ شاہی داماد ہونے کے باوجود آپؑ نے محل میں رہنا پسند نہ کیا بلکہ ایک سادہ سے مکان میں قیام کیا۔ شاہی محل کی پُر آسائش زندگی کے بارے میں حسین مکاری سے آپؑ نے فرمایا:

"اے حسین! رسول خداؐ کے حرم میں
جَو کی روٹی اور نمك مجھے اس زندگی
سے کهیں زیادہ پسند هے۔"

اپنے بزرگوں کی طرح آپؑ بھی بے حد سخی تھے۔ سائل کا سوال کبھی رد نہ کرتے تھے۔ غرباء کی خفیہ طور پر خبرگیری آپؑ کا معمول تھا۔ آپؑ کی سخاوت اتنی مشہور ہوئی کہ آپؑ کو "جواد" کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔

امام محمد تقی علیہ السلام بے حد متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپؑ کا تقویٰ

Darjae Hashtum

اس قدر مشہور ہوا کہ لقب ''تقی'' آپؑ کے نام کا جزو بن گیا۔ مامون نے طرح طرح سے آپؑ کو لذات دنیا کی طرف مائل کرنا چاہا لیکن یہ امامؑ کا تقویٰ تھا جس نے آپؑ کو مامون کے اس شر سے محفوظ رکھا۔ آپؑ نے شاہی محل کی زندگی کو ٹھکرا دیا اور تحفے میں ملنے والی چار ہزار کنیزوں کو فی الفور راہ خدا میں آزاد کردیا۔ آپؑ نے اپنے ماننے والوں کیلئے ارشاد فرمایا:

"میں تم کو تقوئ الٰهی کی وصیت کرتا هوں، اس لئے که اس میں هلاکت سے بچت هے اور وه آخرت کے لئے فائده هے...... نوحؑ اور ان کی کشتی کے ساتھیوں نے تقویٰ هی کی وجه سے نجات پائی، جناب صالحؑ اور ان کے ساتھی تقویٰ هی کی وجه سے صاعقه سے محفوظ رهے اور تقویٰ هی کے سبب صابرین کامیاب هوئے ......"

امام رضا علیہ السلام کو ولی عہد بنانے پر بنوعباس مامون رشید سے سخت ناراض ہوگئے تھے۔ امام رضا علیہ السلام کی شہادت پر بنوعباس ہی سب سے زیادہ خوش ہوئے تھے۔ مامون اس فکر میں تھا کہ بنوعباس اور بنوفاطمہ دونوں کو خوش رکھنا چاہئے تا کہ حکومت کے لئے کوئی خطرہ نہ ہو۔ اسی کے پیش نظر مامون نے اپنے ماموں زاد بھائی معتصم کو ولی عہد مقرر کیا۔ دوسری جانب بنوفاطمہ کو

Darjae Hashtum

مطمئن کرنے کے لئے امام محمد تقی علیہ السلام کو مدینہ سے بغداد بلالیا تاکہ آپؑ
کے ساتھ ظاہراً اچھا برتاؤ کیا جائے۔ امام محمد تقی علیہ السلام کی کمسنی کو دیکھتے
ہوئے مامون نے اس میں سیاسی مصلحت سمجھی کہ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح امامؑ
سے کردیا جائے تاکہ آپؑ کو شاہی محل کے عیش وعشرت کا عادی بنادیا جائے
اور اس کے نتیجے میں مدینہ میں آل رسولؐ کا قائم کیا ہوا روحانی اور علمی مرکز
ٹوٹ جائے۔ امامؑ اس سازش سے بخوبی آگاہ تھے، چنانچہ نکاح کے بعد آپؑ
کے شاہی محل میں نہ رہنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مامون اس سازش میں
کامیاب نہ ہوسکے۔

امام محمد تقی علیہ السلام کو شاہی داماد بنانے کے فیصلے پر درباری علماء نے
اعتراض کیا کہ انہوں نے امام رضا علیہ السلام کا شاہی داماد بننا اس لئے گوارا
کیا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کا علم ثابت تھا جبکہ امام محمد تقی علیہ السلام تو کمسن
تھے۔ مامون نے ان درباری علماء کو امامؑ سے مناظرے کی دعوت دی۔
مناظروں کے نتیجے میں درباری علماء کو شکست ہوئی اور امامؑ کا علم سب پر آشکار
ہوگیا۔ عیش وعشرت میں زندگی گزارنے والی ام الفضل نکاح کے بعد امامؑ سے
کسی طرح خوش نہ رہتی تھی اور اپنے باپ سے امامؑ کی جھوٹی شکایتیں اس کا
معمول بن گیا تھا۔ اپنی بیٹی کی بے جا شکایتوں سے تنگ آکر مامون نے اس کو
امامؑ کے ساتھ مدینہ بھیج دیا۔ مدینہ میں امامؑ نے ایک اور خاتون سمانہ سے عقد
فرمایا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محترم صحابی جناب عمار یاسرؓ کے
خاندان سے تھیں۔ امامؑ کا سلسلۂ نسب ان ہی سے آگے بڑھا۔ مدینہ سے بھی

Darjae Hashtum

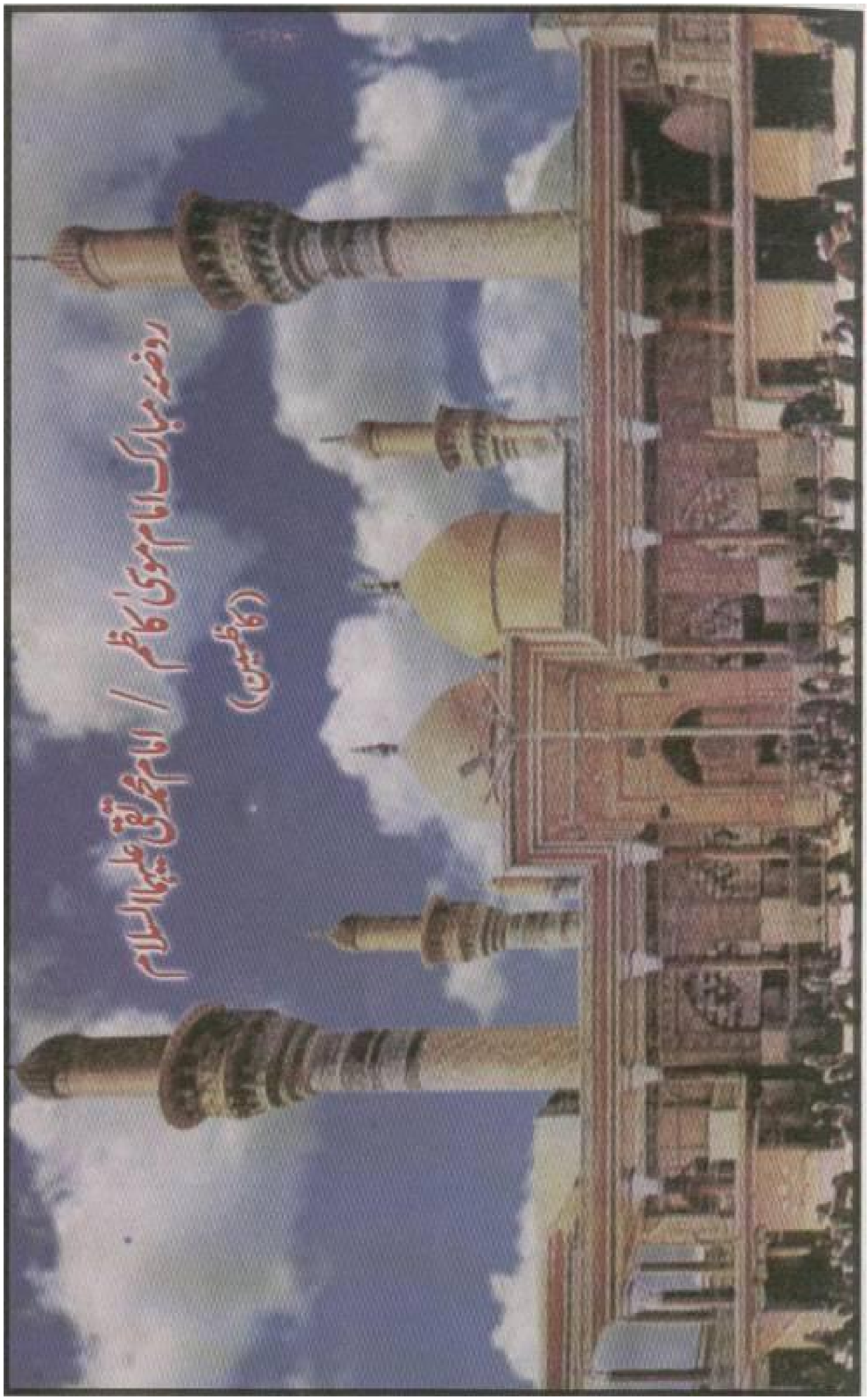

Darjae Hashtum

ام الفضل اپنے باپ کو شکایتی خطوط لکھتی رہی لیکن مامون کی جانب سے خاطرخواہ جواب نہ ملا۔

مامون کے انتقال کے بعد معتصم تخت خلافت پر بیٹھا۔ام الفضل نے اسے بھی شکایتی خطوط لکھے جو بالآخر رنگ لائے۔ معتصم نے امامؑ کو بغداد طلب کیا اور آپؑ کو سزا دینے کے بہانے تلاش کرنے لگا۔ امامؑ کے اخلاق عالی کی وجہ سے معتصم کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر اس نے ام الفضل کے ذریعے امامؑ کو زہر دلوادیا۔ زہر کے جسم میں پہنچتے ہی امامؑ کی حالت غیر ہوگئی اور ۲۹ ذیقعدہ ۲۲۰ھ کوصرف ۲۵ سال کی عمر میں آپؑ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو غسل وکفن دیا، نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کیا۔ آپؑ کا روضۂ مبارک کاظمین میں ہے جہاں آپؑ اپنے دادا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پہلو میں دفن ہیں۔

ہر مومن کو تین چیزوں کی ضرورت ہے:

(۱) خدا کی توفیق

(۲) اپنے نفس کی طرف سے نصیحت

(۳) دوسرے کی نصیحت قبول کرنا

——— امام محمد تقی علیہ السلام

Darjae Hashtum

سوالات

سوال نمبر۱: امام محمد تقی علیہ السلام کو "جواد" کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر۲: مامون رشید نے اپنی بیٹی کا نکاح امام محمد تقی علیہ السلام سے کیوں کیا؟

سوال نمبر۳: تقویٰ کے سلسلے میں امام محمد تقی علیہ السلام نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

سوال نمبر۴: ام الفضل سے نکاح کے بعد امام محمد تقی علیہ السلام کو کن حالات کا سامنا کرنا پڑا؟

Darjae Hashtum

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

۵ رجب ۲۱۴ھ کا مبارک دن تھا جب مدینہ کے قریب صریا نامی گاؤں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسویں جانشین نے آنکھیں کھولیں۔ آپؑ کا نام امیر المومنینؑ کے نام پر 'علی' رکھا گیا۔ آپؑ کے والد ہمارے نویں امام حضرت محمد تقی علیہ السلام تھے۔ آپؑ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سمانہ خاتون تھا جو نہایت با اخلاق، پاک سیرت اور بلند کردار خاتون تھیں۔ ان کا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عمار یاسرؓ کے خاندان سے تھا۔ ہمارے دسویں امامؑ کی کنیت ابوالحسن اور مشہور القاب نقی، ھادی اور ناصح ہیں۔

جس طرح ہر امامؑ نے امت کی ہدایت کے لئے اپنی شہادت سے قبل اپنے جانشین کا اعلان فرمایا ہے، امام محمد تقی علیہ السلام نے بھی امام علی نقی علیہ السلام کی جانشینی کا اعلان فرمایا تھا۔ اسماعیل بن مہران فرماتے ہیں کہ جب امام محمد تقی علیہ السلام پہلی بار مدینہ سے بغداد تشریف لے جا رہے تھے تو انہوں نے امامؑ سے عرض کی:

Darjae Hashtum

"میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں ،مجھے آپؑ
کی جان کا ڈرہے .پس فرمائیے کہ
آپؑ کے بعد امام کون ہوگا؟"

آپؑ نے مسکرا کے فرمایا:

"اس سال وہ کچھ نہیں ہونے والا
ہے جس کا تمہیں ڈر ہے۔"

جب معتصم کے بلانے پر آپ دوسری بار مدینے سے بغداد روانہ ہوئے تو اسماعیل بن مہران نے اپنا سوال دہرایا۔اس پر امامؑ نے اس قدر گریہ فرمایا کہ آپؑ کی ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔آپؑ نے فرمایا:

"ہاں ! اس مرتبہ میرے لئے خطرہ
ہے، پس میرے بعد امامت کا منصب
میرے فرزند علی نقی ہادیؑ کے لئے
ہے۔"

بغداد میں ۲۲۰ھ میں معتصم نے زہر دیکر امام محمد تقی علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ یہیں سے ہمارے دسویں امام حضرت علی نقی علیہ السلام کی امامت کا دور شروع ہوا۔اس وقت امام ھادی علیہ السلام کی عمر مبارک صرف چھ سال تھی۔

امامؑ ہر فضیلت وکمال میں جامع اور اپنے اہل زمانہ سے افضل ہوتا ہے اس لئے منصبِ امامت کے لئے سن و سال کی قید نہیں ہوتی ۔

Darjae Hashtum

امام علی نقی علیہ السلام جب عہدۂ امامت پر فائز ہوئے تو کمسنی کے باوجود علم میں درجۂ کمال پر تھے۔ امام محمد تقی علیہ السلام کی شہادت کے وقت آپ کی کمسنی کو دیکھ کر لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ کو بھی تعلیم کی ضرورت ہے، چنانچہ ہمدردی کے پیش نظر انہوں نے عبید اللہ جنیدی کو آپ کا معلم قرار دے دیا۔لیکن چند دنوں بعد جب جنیدی سے بچے کی رفتارِ تعلیم کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا:

"لوگوں کا خیال ھے کہ میں اسے
تعلیم دیتا ھوں .خدا کی قسم میں
اس سے علم حاصل کرتاھوں اور
اسکا علم و فضل مجھ سے کھیں
زیادہ ھے۔"

امام محمد تقی علیہ السلام کے بغداد بلائے جانے کی وجہ سے مدینہ میں درس و تدریس کا سلسلہ متاثر ہو گیا تھا۔امام علی نقی علیہ السلام نے عہدۂ امامت سنبھالتے ہی یہ سلسلہ دوبارہ جاری کر دیا۔عباسی حکمرانوں کی طرف سے مسلسل سختی اور نگرانی کے باوجود علم و ہدایت کا یہ سلسلہ سولہ سال تک جاری رہا۔ آپ کے علم کی شہرت دوردراز علاقوں تک پھیل گئی۔لوگ دور و نزدیک سے آپ کے پاس آتے، اپنی علمی پیاس بجھاتے اور ایمان و معرفت کے اعلیٰ درجات حاصل کرتے تھے۔آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں عبدالعظیم حسینی (المعروف

Darjae Hashtum

بہ شاہ عبدالعظیم)، حسین بن سعید اہوازی، فضل بن شاذان نیشاپوری اور عثمان بن سعید مشہور ہیں۔

آپؑ کے ایک صحابی ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں امامؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ایک شخص نے آ کر آپؑ سے ہندوستانی زبان میں گفتگو شروع کی۔آپؑ برابر باتیں سنتے جاتے تھے اور جواب دیتے جاتے تھے۔ مجھے سخت حیرت ہوئی کہ امامؑ اسکی زبان میں کیسے گفتگو فرمارہے ہیں۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کی:

"فرزند رسولؐ، میں نے عجب منظر دیکھا ھے۔آپؑ اس سے اسکی زبان میں گفتگو کر رھے تھے،حا لانکہ آپؑ کا اس زبان سے کوئی تعلق نہیں ھے۔"

آپؑ نے فرمایا:

"ابو ھاشم، میں امام ھوں اور امام ھر زبان سے واقف ھوتا ھے۔ ھر زبان سے واقف نہ ھوگا تو ھر قوم کی ھدایت کیسے کرسکے گا؟"

امام علی نقی علیہ السلام کا تعلق خاندانِ نبوت سے تھا جسے اللہ کی عبادت سے عشق تھا۔آپؑ رات بھر خدا کی عبادت میں مشغول رہتے

Darjae Hashtum

داخل ھوں گے۔"

سورۃ المؤمن آیت۶۰

قرآن مجید کی اس آیت میں پروردگار نے دعا کرنے کا واضح حکم دیا ہے۔
معصومین علیہم السلام کی احادیث میں بھی ہمیں دعا کرنے کی جانب متوجہ کیا گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دعا مومن کی تلوار ھے دشمن پر غالب آنے کیلئے اور دین کا ستون ھے جس سے دین کی عمارت مستحکم ھوتی ھے اور آسمانوں اور زمینوں کو منوّر کرنے والی ھے۔"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"محبوب ترین عمل خدا کے نزدیک دعا ھے۔"

ہمارے پانچویں امام حضرت محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"سب سے بھتر عبادت دعا ھے اور سب سے بڑا دشمنِ خدا و ھے جو عبادتِ الٰھی سے تکبر کرے اور جو شخص دعا مانگتا ھے اور مناجات بیان کرتا رھتا ھے، اس کی دعا ضرور قبول ھوتی ھے۔ جو دروازہ کھٹکھٹاتا رھتا ھے اس کے لئے دروازہ کھولا بھی جاتا ھے۔"

مقصد حیات

۱۹۶۰ء کی دہائی کا ذکر ہے، ایک صبح چین کا شہر بیجنگ گولیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ ان گولیوں کا ہدف چھوٹی چھوٹی چڑیاں تھیں۔ بات دراصل یہ تھی کہ ہر سال یہ چڑیاں فصلوں کو نقصان پہنچاتی تھیں۔ چین کے باشندے ان کی وجہ سے بہت پریشان تھے، چنانچہ بڑی سوچ بچار کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان چڑیوں کو مار دیا جائے۔ چڑیوں کو ختم کر کے انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔ مگر یہ سکون عارضی ثابت ہوا کیونکہ ہر سال کے مقابلے میں ان کی فصلوں کو اس سال زیادہ نقصان ہوا۔ چین کے لوگ حیران و پریشان ہوئے کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ تحقیق کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ فصلوں کو زیادہ نقصان پہنچانے والے وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے تھے جنہیں یہ چڑیاں کھا جایا کرتی تھیں۔

عزیز طالب علمو!

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا نے کوئی بھی چیز بغیر مقصد کے

Darjae Hashtum

آپؑ نے فرمایا:

" رسول اللہؐ اور امیر المومنینؑ اور
میرے سب آباء واجداد علیھم السلام
اپنے ھاتھوں سے کام کرتے تھے اوریہ
انبیاء و مرسلین اور اوصیاء
وصالحین کا عمل ھے۔"

امام علی نقی علیہ السلام کمسن تھے جب امام محمد تقی علیہ السلام کو معتصم نے بغداد بلایا اور اسکے بعد باپ اور بیٹے کی کبھی ملاقات نہ ہو سکی۔یہیں سے ہماری دسویں امامؑ کو حکومت وقت کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ۲۳۲ھ میں متوکل نے تختِ حکومت سنبھالا، اسوقت سے آپؑ کی پریشانیوں میں اضافہ ہوگیا۔ مدینہ کے چند لوگ جو آپؑ سے بغض رکھتے تھے، انہوں نے متوکل کو جھوٹے خطوط لکھے کہ امامؑ اسکے خلاف فوج جمع کررہے ہیں۔ متوکل نے یہ کہہ کر کہ اسے آپؑ کی زیارت کا بے حد اشتیاق ہے، آپؑ کو دھوکہ سے سامرہ بلانے کے لئے ہرثمہ کی قیادت میں تین سو سپاہی بھیجے۔ امامؑ جانتے تھے کہ اب واپس آنا نصیب نہ ہوگا، چنانچہ آپؑ روضۂ رسولؐ سے رخصت ہوکر سامرہ کی جانب روانہ ہوگئے۔

امامؑ جب سامرہ پہنچے تو متوکل نے آپؑ سے ملاقات نہ کی اور توہین کی غرض سے آپؑ کو فقراء اور مساکین کے مسکن میں ٹھہرایا گیا۔

Darjae Hashtum

پھر آپؑ کو زراقی کے گھر منتقل کر کے نظر بند کر دیا گیا۔ زراقی کچھ عرصے میں آپؑ کے اخلاق و عبادت سے متاثر ہو کر آپؑ کا گرویدہ ہو گیا تو متوکل نے آپؑ کو دوسرے کی نگرانی میں دے دیا۔ آپؑ نے سامرہ میں بارہ سال نظر بندی کی حالت میں گذارے۔

امام علی نقی علیہ السلام کا دورِ امامت وہ تھا جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارھویں جانشین امام مہدیؑ کی امامت و غیبت کا زمانہ قریب تھا۔ امام مہدیؑ کی طویل غیبت کی وجہ سے یہ امکان تھا کہ ماننے والوں کے اذہان منتشر ہو جائیں اور ان کا ایمان کمزور ہو جائے۔ اس لئے ضروری تھا کہ لوگوں کو اس غیبت کے لئے ذہنی طور پر آمادہ کیا جائے اور انہیں امامؑ کی غیر موجودگی میں علماء کی طرف رجوع کرنے کا عادی بنایا جائے۔ امام علی نقی علیہ اسلام نے اپنی نظر بندی کے دوران حضرت عثمان بن سعید کو اپنا نائب خاص مقرر فرمایا اور لوگوں کو اپنے دینی معاملات مثلاً مسائل، حقوقِ شرعیہ اور خط کے ذریعے امامؑ سے رابطہ کے لیے ان سے رجوع کرنے کی ہدایت کی۔ حکومتِ وقت کی سختیوں سے بچنے کے لئے حضرت عثمان بن سعید نے روغن فروشی کی دکان کھول لی جہاں وہ اپنے اس فریضے کو مخفی طور پر انجام دیا کرتے تھے۔

معصومین علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کی ہمیں بہت تاکید کی گئی ہے۔ ان ہستیوں کی تعلیم کردہ زیارتوں کی عبارت خدا کی معرفت میں اضافہ کرتی ہے، انبیاءؑ کی نبوت اور آئمہؑ کی ولایت کا عقیدہ راسخ

کرتی ہے اور ہمیں اپنے فرائض کی انجام دہی اور گناہوں سے بچنے کی ترغیب دیتی ہے۔ امام علی نقی علیہ السلام کی تعلیم کردہ 'زیارت جامعہ' بھی ہمیں انہیں تعلیمات سے روشناس کراتی ہے۔

واقعۂ کربلا کے بعد ہر امامؑ نے اپنے دور میں قبرِ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی بہت تاکید کی ہے۔ آئمہؑ چاہتے تھے کہ اس واقعہ کی یاد لوگوں کے ذہن سے محو نہ ہو، قربانئ امام حسین علیہ السلام رائیگاں نہ جائے اور لوگ ہر دور میں حق و باطل میں تمیز کرسکیں۔ امام علی نقی علیہ السلام بھی اپنے دور میں لوگوں کو کربلا کی زیارت کی ترغیب دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؑ علیل ہوگئے تو آپؑ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ کوئی کربلا جارہا ہوتو اسے بلایا جائے۔آپؑ کے صحابی ایسے ایک شخص کو امامؑ کے حضور لے کر آئے۔ امامؑ نے اس سے فرمایا:

"کربلا پھنچو تو حائرِ حسینی میں
میری صحتیابی کے لئے دعا کرنا۔"

اس نے تعجب سے پوچھا:

"آپ خود امام ھیں اور مجھے حائر
حسینی میں دعا کرنے کے لئے کھہ
رھے ھیں"

آپؑ نے جواباً ارشاد فرمایا:

"تم نے صحیح کھا لیکن دنیا میں

Darjae Hashtum

چند جگھیں ایسی ھیں، جہاں
خداوند تعالی چاھتا ھے کہ اسکے
بندے اس سے دعا کریں۔ حائر
حسینی ان جگھوں میں سے ایک ھے۔"

متوکل قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے اثرات سے بخوبی آگاہ تھا، اسے یہ خوف لاحق تھا کہ یہ سلسلہ اسکی حکومت کے خلاف محاذ اور قیام کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے زائرین امام حسین علیہ السلام کو روکنے کے لئے مظالم کی انتہا کردی۔ کبھی ان پر بھاری ٹیکس عائد کیا گیا، کبھی انہیں ڈرایا دھمکایا گیا، کبھی قید و بند میں ڈالا گیا اور کبھی انکے ہاتھ پیر کاٹے گئے، حد یہ ہے کہ زائرین کو شہید بھی کیا گیا۔ ان تمام اذیتوں کے باوجود امام حسین علیہ السلام کے چاہنے والوں نے زیارت کا سلسلہ منقطع نہ ہونے دیا۔ متوکل زائرین کو روکنے میں ناکام رہا تو اس نے قبر امام حسین علیہ السلام کا نام ونشان مٹانے کا فیصلہ کیا۔ لہٰذا اس نے حکم دیا کہ قبر اطہر پر کھیتی باڑی کی غرض سے ہل چلائے جائیں اور نہر فرات کو کاٹ کر اس کا پانی قبر پر چھوڑا جائے، لیکن لوگوں نے دیکھا کہ جانور قبر مبارک کے قریب رک گئے اور آگے نہ بڑھے۔ اسی طرح نہر فرات کا پانی بھی قبر سے دور ٹھہر گیا۔ اس طرح متوکل اپنی اس کوشش میں بھی ناکام رہا۔

متوکل اہلبیتؑ سے اس قدر بغض رکھتا تھا کہ ان کی توہین کا کوئی

Darjae Hashtum

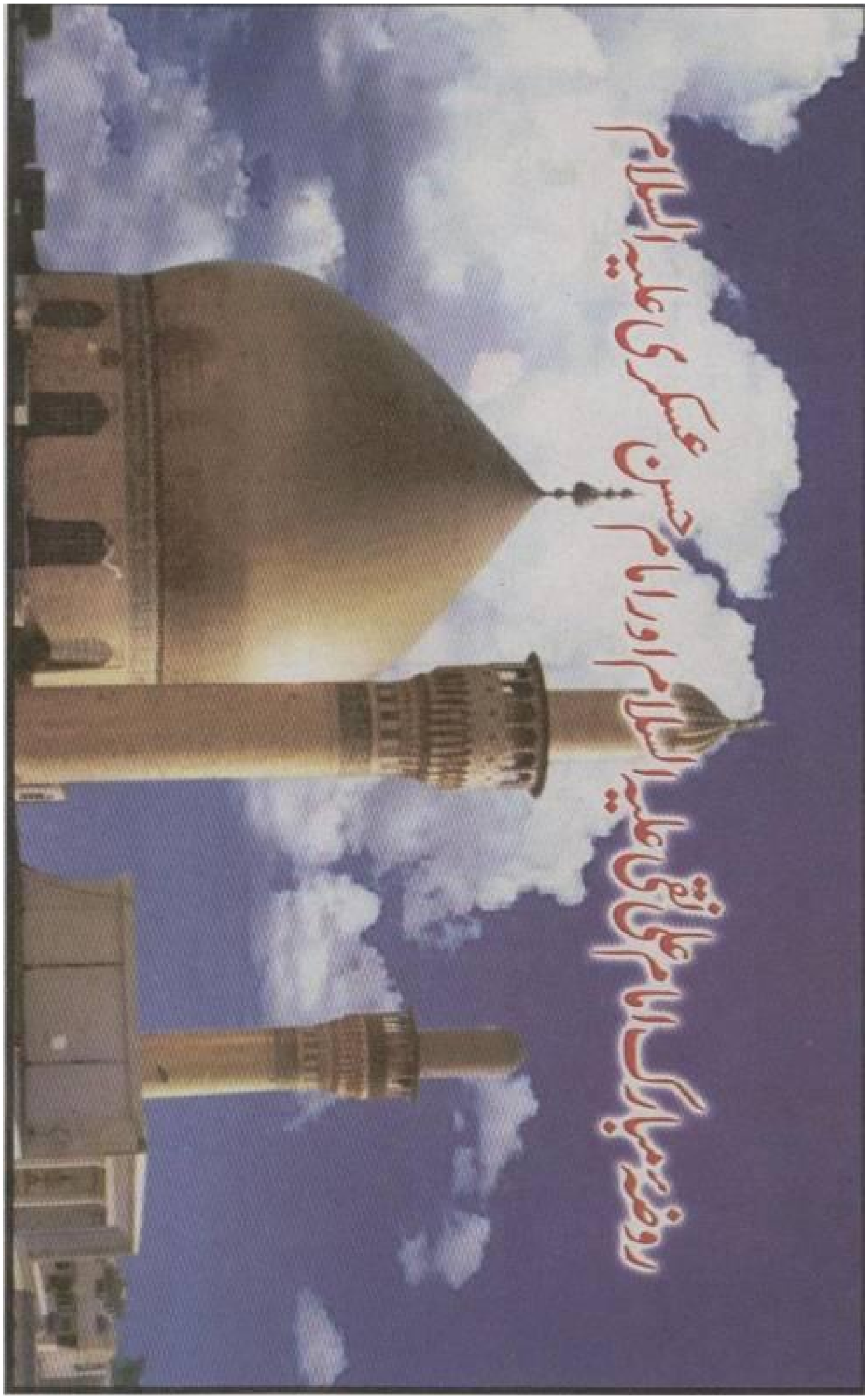

Darjae Hashtum

موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔ اس زمانے میں بادشاہوں کا طریقہ تھا کہ اپنی سواری کے آگے غلاموں کو دوڑایا کرتے تھے۔ توہین کی غرض سے ایک دفعہ اس نے امام علی نقی علیہ السلام کو مجبور کیا کہ آپؑ غلاموں کی طرح لوگوں کے سامنے اسکی سواری کے آگے آگے دوڑیں۔ متوکل اپنے مظالم میں اس قدر جری ہوگیا تھا کہ ایک دن اپنے بیٹے منتصر کے سامنے صدیقہ طاہرہ جناب فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہا کی شان میں نازیبا کلمات ادا کیئے۔اس گستاخی پر وہ اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں مارا گیا۔

متوکل کے قتل کے بعد چند سالوں میں دو حکومتیں تبدیل ہوگئیں۔ اس کے بعد ۲۵۳ھ میں معتز باللہ نے حکومت سنبھالی اور اسی شخص نے جو اہلبیتؑ کا سخت دشمن تھا، موقع پاکر امامؑ کو زہر دے دیا۔ زہر کے اثر سے ۳ رجب ۲۵۴ھ کو آپؑ کی شہادت واقع ہوئی۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپؑ کو غسل و کفن دیا، نمازِ جنازہ پڑھائی اور سامرہ میں اپنے ہی گھر میں سپردِ لحد کیا۔

☆ خدا نے تم کو ایمان عطا کیا جس سے تمھارے بدن کو آتشِ جھنم سے آزاد کیا۔

☆ خدا نے تم کو صحت دی تاکہ اسکی اطاعت کرسکو۔

☆ خدا نے تم کو قناعت عطا کی تاکہ اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرسکو۔

امام علی نقی علیہ السلام

Darjae Hashtum

سوالات

سوال نمبر۱: ''آئمہ علیہم السلام ہر زبان سے واقف ہوتے ہیں''۔اس سلسلے میں امام علی نقی علیہ السلام کا واقعہ تحریر کریں۔

سوال نمبر۲: امام علی نقی علیہ السلام کس قدر عبادت کرتے تھے،تحریر کریں۔

سوال نمبر۳: امام مہدیؑ کی غیبت کے سلسلے میں لوگوں کے ذہنوں کو آمادہ کرنے کے لیے امام علی نقی علیہ السلام نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

سوال نمبر۴: معصومین علیہم السلام کی تعلیم کردہ زیارتوں کی عبارات سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟

سوال نمبر۵: متوکل نے قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا سلسلہ روکنے کے لئے کیا مظالم ڈھائے اور وہ کیوں ناکام رہا؟

قرآن مجید

گرمی کی شدت سے لوگ بے چین ہیں، سورج سوا نیزے پر اتر آیا ہے۔ زمین اتنی تپ رہی ہے کہ پاؤں نہیں رکھے جاتے، فضا آگ کی مانند گرم ہے، سانس لینا بھی دشوار ہے، ہر شخص سائے کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑ رہا ہے۔ میدان قیامت کے اسی ہولناک ماحول میں کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو اطمینان کے ساتھ سائے میں ہیں، نہ دھوپ ان کے لئے مسئلہ ہے نہ گرمی۔

عزیز طالب علمو!

بندگان خدا کا یہ گروہ قیامت کے دن کی سختیوں سے کیوں محفوظ رہا؟ خدا نے انہیں سائے کی نعمت سے کیوں نوازا؟ اس کا جواب ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ملتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"اگر نیکوں کی زندگی اور شهیدوں کی
موت اور حسرت (قیامت) کے دن نجات
اور حرارت (قیامت) کے دن سایه اور
گمراهی کے روز راه یابی چاهتے هو تو

Darjae Hashtum

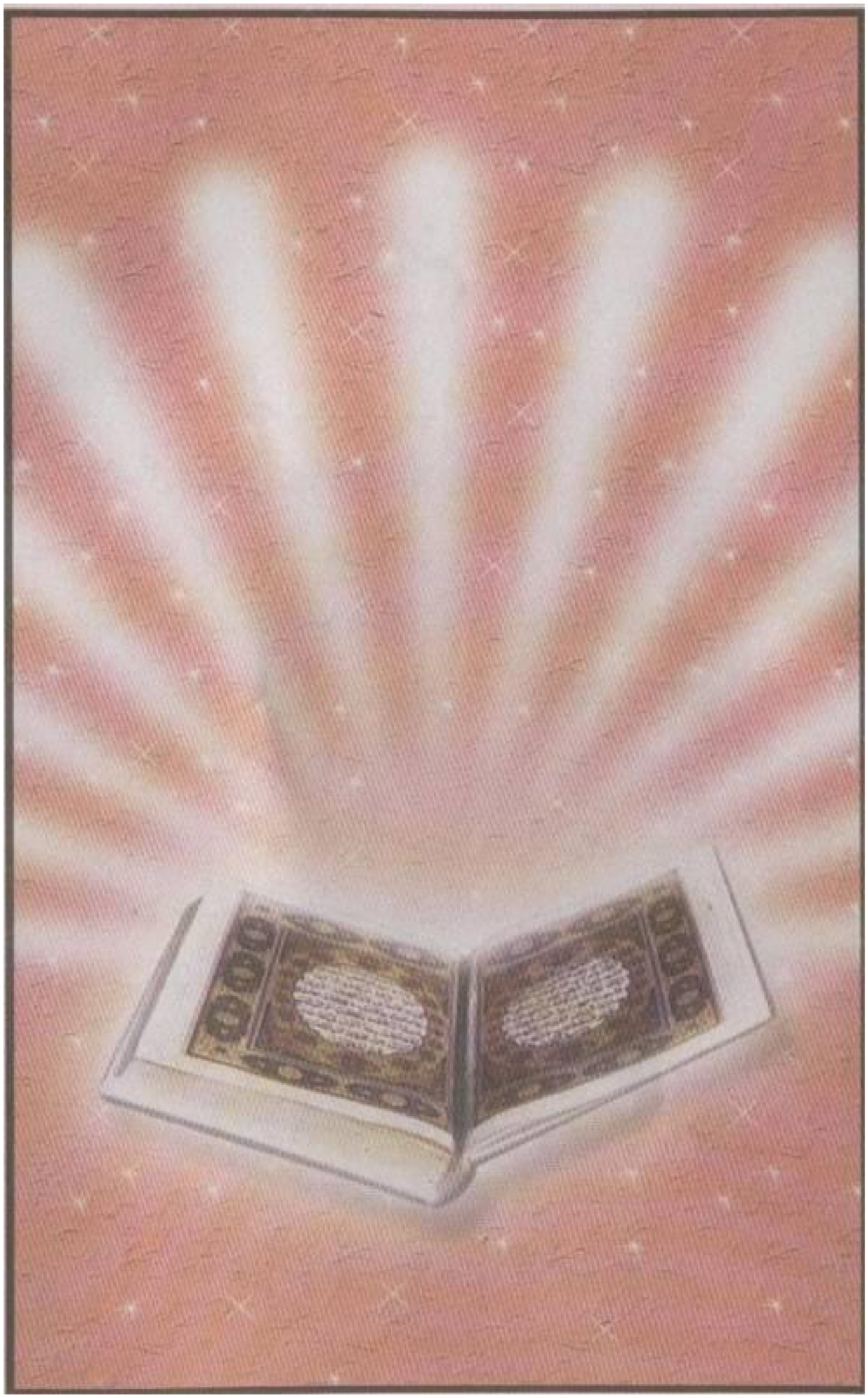

Darjae Hashtum

قرآن پڑھو کیونکه وہ خدا کا کلام ھے
اور شیطانی وسوسوں سے حفاظت
کرنے والا اور میزان اعمال میں نیك عمل
کی زیادتی کا باعث ھے۔"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث قرآن مجید کی عظمت کو واضح کرتی ہے۔ قرآن اتنی بافضیلت کتاب ہے کہ اس کا پڑھنا، سننا حتیٰ کہ دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اس کی تعلیمات پر عمل کرنے میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ اس کے برعکس قرآن سے غفلت خداوند تعالیٰ کی نعمتوں سے دور کر دیتی ہے۔ احادیث معصومین علیہم السلام میں اس کی مذمت وارد ہوئی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

(روزقیامت) تین چیزیں بارگاہ الٰهی
میں شکایت کریں گی:

۱۔ وہ ویران مسجد جس میں لوگ نماز
نه پڑھتے ھوں۔

۲۔ وہ عالم جو جاھلوں کے درمیان ھو
(یعنی جس کے علم سے لوگ
استفادہ نه کریں)۔

۳۔ وہ قرآن مجید جو گھر میں گرد و
غبار میں اٹا پڑا ھو اور اس کی

Darjae Hashtum

تلاوت نہ کی جاتی ہو۔"

پیارے بچو! اللہ، رسولؐ اور ائمہؑ ان لوگوں سے خوش ہوتے ہیں جو قرآن مجید سیکھیں، اس کی تلاوت کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں۔

ہمارے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"جب لوگ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو خدا تمام اہل زمین پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے، مگر جب جوانوں کو نماز (مسجد) کی طرف جاتے اور بچوں کو قرآن سیکھتے ہوئے دیکھتا ہے تو سب پر رحم فرماتا ہے اور عذاب میں تاخیر فرماتا ہے۔"

قرآن مجید کے بارے میں اہم معلومات:

- قرآن مجید میں ۱۱۴ سورتیں ہیں۔
- قرآن مجید میں ۳۰ پارے ہیں۔
- قرآن مجید ۲۳ سال میں نازل ہوا۔
- نزول کے اعتبار سے قرآن کی سب سے پہلی آیت یہ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○

اس خدا کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا ہے۔

Darjae Hashtum

یہ آیت سورۃ علق میں ہے جو غار حرا میں نازل ہوئی۔
نزول کے اعتبار سے قرآن مجید کی سب سے آخری آیت یہ ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ج

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا ھے اور اپنی نعمتوں کو تمام کردیا ھے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ھے۔

یہ آیت سورۃ مائدہ میں ہے جو میدان غدیر میں اس وقت نازل ہوئی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کیا۔

- قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ ''الکوثر'' ہے۔
- قرآن مجید کی سب سے بڑی سورۃ ''البقرہ'' ہے۔
- ترتیب کے لحاظ سے سب سے پہلی سورۃ ''الحمد'' ہے اور سب سے آخری سورۃ ''الناس'' ہے۔
- ۸۶ سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں اور ۲۸ سورتیں مدینہ میں۔
- سورۃ توبہ قرآن مجید کی وہ واحد سورۃ ہے جس میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں ہے۔

Darjae Hashtum

- سورۃ النمل میں دومرتبہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ہے۔
- قرآن مجید میں صرف ایک خاتون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ جناب مریم کا نام آیا ہے۔
- قرآن مجید میں صرف ایک صحابی حضرت زید بن حارثہؓ کا نام آیا ہے۔
- قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی "محمد" چار مرتبہ آیا ہے اور "احمد" ایک مرتبہ آیا ہے۔
- قرآن مجید کی چار آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔ یہ آیتیں سورۃ الم تنزیل (سورۃ نمبر۳۲)، سورۃ حم سجدہ (سورۃ نمبر۴۱)، سورۃ والنجم (سورۃ نمبر۵۳) اور سورۃ علق (سورۃ نمبر۹۶) میں ہیں۔
- سورۃ الدھر (سورۃ نمبر۷۶) قرآن مجید کی وہ سورۃ ہے جو شروع سے آخر تک اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوئی۔
- اہلبیتؑ کی طہارت کا ذکر سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۳۳ میں ہے۔ اس آیت کو آیۂ تطہیر کہتے ہیں:

  اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ
  اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَ يُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۝

  بس اللّٰہ کا ارادہ یہ ھے اے اھلبیتؑ کہ تم
  سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح

Darjae Hashtum

پاك و پاكیزه ركھے جو پاك و پاكیزه
ركھنے كا حق هے۔

- اہلبیتؑ سے مودّت کا ذکر سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر۲۳ میں ہوا ہے۔اسے آیۂ مودّت کہتے ہیں:

قُلْ لَّآ اَسْـئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْـرًا اِلَّا
الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ط

آپؐ كهه ديجئے كه ميں تم سے اس تبليغ
رسالت كا كوئی اجر نهيں چاهتا، علاوه اس
كے كه ميرے اقرباء سے محبت كرو۔

- آیۂ درود سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۵٦ کو کہا جاتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى
النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

بے شك اللّٰه اور اس كے ملائكه رسولؐ پر
صلوات بهيجتے هيں تو اے صاحبان
ايمان، تم بهی ان پر صلوات بهيجتے رهو
اور برابر سلام كرتے رهو۔

- اہلبیتؑ کی ولایت کا ذکر سورۃ المائدہ کی آیت نمبر۵۵ میں ہوا ہے، اسے آیۂ ولایت کہتے ہیں:

Darjae Hashtum

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ
وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ○

ایمان والو! بس تمھارا ولی اللّٰہ ھے اور اس کا رسولؐ اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ھیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ھیں۔

- امام زمانہؑ کی حکومت کا تذکرہ سورۃ القصص کی آیت ۵ میں ہے:

وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ
اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَھُمْ
اَئِمَّۃً وَّ نَجْعَلَھُمُ الْوَارِثِیْنَ ○

اور ھم یہ چاھتے ھیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنادیا گیا ھے، ان پر احسان کریں اور انھیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیں۔

- سورۃ الاخلاص میں خدا کی توحید کا ذکر ہے، اس لئے اس کو سورۃ توحید بھی کہتے ہیں۔
- سورۃ الحمد قرآن مجید کی وہ سورۃ ہے جو بندے کی زبان میں نازل ہوئی یعنی اس سورۃ میں بندہ اللہ سے مخاطب ہے۔

قرآن مجید نے تمام لوگوں کو اپنی مثل یا ایک سورۃ کی مثل لانے کا چیلنج کیا ہے۔ یہ چیلنج سورۃ یونس کی آیت نمبر ۳۸ میں ہے:

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ○

کیا یہ لوگ کہتے ھیں کہ اسے پیغمبر نے گھڑ لیا ھے تو کھہ دیجئے کہ تم اس کے جیسی ایك ھی سورۃ لے آؤ اور خدا کے علاوہ جسے چاھو اپنی مدد کے لئے بلالو، اگر تم الزام میں سچے ھو۔

اس کے علاوہ یہ چیلنج سورۃ البقرہ اور سورۃ ہود میں بھی کیا گیا ہے۔

"تم میں بھترین شخص وہ ھے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔"

ـــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆☆☆☆☆

Darjae Hashtum

سوالات

سوال نمبر۱: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں بتائیے کہ قرآن مجید کی تلاوت سے دنیا و آخرت میں کیا فوائد حاصل ہوں گے؟

سوال نمبر۲: خداند عالم گناہگاروں پر عذاب نازل کرنے میں تاخیر کب فرماتا ہے؟

سوال نمبر۳: نزول کے اعتبار سے قرآن مجید کی آخری آیت کونسی ہے اور کس موقع پر نازل ہوئی؟

سوال نمبر۴: آیۂ درود اور اس کا ترجمہ لکھئے۔

Darjae Hashtum

دعا

اللہ ہمارا رب (پالنے والا) ہے۔ اس نے ہمیں اس دنیا میں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس نے ہمیں پیدا کیا، زندہ رہنے کے وسائل فراہم کئے اور سیدھے راستے کی ہدایت کی۔ ہم بندے ہونے کے ناطے اللہ کے محتاج ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اس لئے ہماری جو بھی ضرورت ہو وہ خدائے مہربان سے مانگنا چاہئے۔ وہی ہے جو ہمیں ہدایت، توفیق، رزق، علم، عافیت، صحت اور دیگر نعمتیں عطا کرتا ہے۔ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ
إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي
سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝

"اور تمھارے پروردگار کا ارشاد ھے که مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ھیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جھنم میں

Darjae Hashtum

داخل ہوں گے۔"

سورة المؤمن آیت۶۰

قرآن مجید کی اس آیت میں پروردگار نے دعا کرنے کا واضح حکم دیا ہے۔

معصومین علیہم السلام کی احادیث میں بھی ہمیں دعا کرنے کی جانب متوجہ کیا گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دعا مومن کی تلوار ہے دشمن پر غالب آنے کیلئے اور دین کا ستون ہے جس سے دین کی عمارت مستحکم ہوتی ہے اور آسمانوں اور زمینوں کو منوّر کرنے والی ہے۔"

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"محبوب ترین عمل خدا کے نزدیک دعا ہے۔"

ہمارے پانچویں امام حضرت محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"سب سے بہتر عبادت دعا ہے اور سب سے بڑا دشمنِ خدا وہ ہے جو عبادتِ الٰہی سے تکبر کرے اور جو شخص دعا مانگتا ہے اور مناجات بیان کرتا رہتا ہے، اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جو دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے اس کے لئے دروازہ کھولا بھی جاتا ہے۔"

Darjae Hashtum

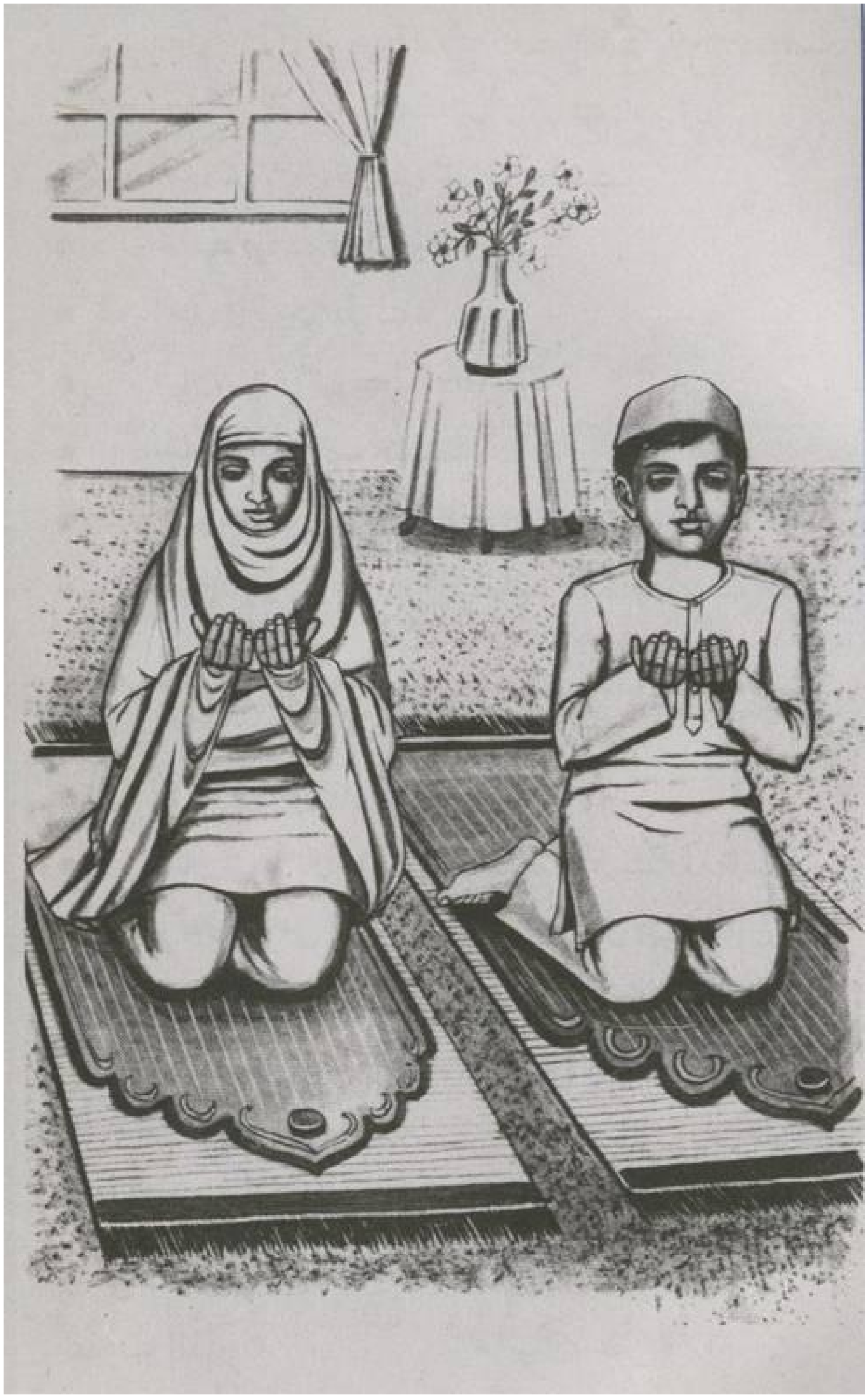

Darjae Hashtum

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہلبیت اطہار علیہم السلام اور علمائے کرام نے دعا کے بے شمار فوائد بیان کئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- عقیدہ میں مضبوطی اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔
- خدا سے لو لگانے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔
- اخلاق کی تربیت ہوتی ہے۔
- انسان اپنے فرائض سے آگاہ ہوتا ہے۔
- انسان خدا سے قریب ہوتا ہے۔
- انسان گناہوں اور بدعتوں سے دور ہوتا ہے۔
- انسان مایوسی سے نکلتا ہے اور اسے ایک مضبوط سہارے کے ہونے کا احساس ہوتا ہے۔
- گناہوں کی معافی میں مدد ملتی ہے۔
- بلا و مصیبت دور ہوتی ہے۔
- انسان میں عاجزی کا احساس ابھرتا ہے اور وہ تکبر سے محفوظ رہتا ہے۔

یہ فوائد صحیح معنوں میں اس وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب ہم قرآن، رسول اکرمؐ اور اہلبیتؑ کی بتائی ہوئی دعاؤں کے ذریعے خدا کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائیں۔

چند مشہور قرآنی دعائیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہم کو عذاب جہنم سے محفوظ فرما۔

Darjae Hashtum

رَبَّنَا اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡلَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

پروردگار ہم ایمان لے آئے ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں عذاب جہنم سے محفوظ فرما۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ○

پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مؤمنین کو اس دن بخش دینا جس دن حساب قائم ہوگا۔

رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیۡ صَغِيۡرًا○

پروردگار ان دونوں (والدین) پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡهَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ○

پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت دیدی ہے تو اب ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا ہونے پائے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما کہ تو بہترین عطا کرنے والا ہے۔

رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُكۡمًا

خدایا مجھے علم و حکمت عطا فرما اور مجھے

Darjae Hashtum

وَاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ○

صالحین کے ساتھ ملحق کردے۔

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ○ وَیَسِّرۡلِیۡۤ اَمۡرِیۡ ○ وَحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ○ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ○

پروردگار میرے سینے کو کشادہ کردے اور میرے کام کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے کہ (یہ لوگ) میری بات سمجھ سکیں۔

معصومینؑ سے مروی چند دعائیں

یَا اَللّٰهُ یَا رَحۡمٰنُ یَا رَحِیۡمُ یَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبُ ثَبِّتۡ قَلۡبِیۡ عَلٰی دِیۡنِكَ۔

اے اللہ، اے رحمٰن، اے رحیم، اے دلوں کو پلٹانے والے، میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِیَ الذُّنُوۡبَ الَّتِیۡ تَهۡتِكُ الۡعِصَمَ۔

اے اللہ میرے وہ گناہ معاف کردے جو پردے چاک کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِیَ الذُّنُوۡبَ الَّتِیۡ تُنۡزِلُ النِّقَمَ۔

اے اللہ میرے وہ گناہ معاف کردے جن سے عذاب نازل ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِیَ الذُّنُوۡبَ الَّتِیۡ تُغَیِّرُ النِّعَمَ۔

اے اللہ میرے وہ گناہ معاف کردے جن سے نعمتیں زائل ہوتی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِیَ الذُّنُوۡبَ

اے اللہ میرے وہ گناہ معاف

Darjae Hashtum

الَّتِیْ تَحْبِسُ الدُّعَاءَ۔	کر دے جو دعا کو روک لیتے ہیں۔
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ	اے اللہ میرے وہ گناہ معاف کر
الَّتِیْ تُنْزِلُ الْبَلَاءَ۔	دے جن سے بلا نازل ہوتی ہے۔
سُبْحَانَ مَنْ لَّا یَعْتَدِیْ	پاک ہے وہ خدا جو اپنی مملکت میں
عَلٰی اَھْلِ مَمْلَکَتِہٖ۔	رہنے والوں پر زیادتی نہیں کرتا۔
سُبْحَانَ مَنْ لَا یَاْخُذُ اَھْلَ	پاک ہے وہ خدا جو طرح طرح کے
الْاَرْضِ بِاَلْوَانِ الْعَذَابِ۔	عذاب سے اہل زمین کی گرفت نہیں کرتا۔
سُبْحَانَ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ۔	پاک ہے وہ خدا جو مہربان رحیم ہے۔
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ فِیْ قَلْبِیْ	اے معبود! میرے قلب میں نور اور
نُوْرًا وَّ بَصَرًا وَّفَھْمًا وَّ عِلْمًا	بصیرت اور فہم اور علم کو جگہ دے۔ بیشک
اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔	تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔
اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ مِنْ عِنْدِکَ	اے اللہ اپنی جانب سے میری رہنمائی
وَاَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ	فرما اور مجھ پر اپنا فضل و کرم فرما اور
وَانْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَحْمَتِکَ	مجھے اپنی رحمت کے سائے تلے رکھ
وَ اَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ۔	اور مجھ پر اپنی برکات نازل فرما۔
اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ	اے اللہ تو مجھے اپنی معرفت عطا فرما کہ

Darjae Hashtum

فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِىْ نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ رَسُوْلَكَ۔ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِىْ رَسُوْلَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِىْ رَسُوْلَكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ۔ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِىْ حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِىْ حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِىْ۔

یقیناً اگر تو نے مجھے اپنی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں تیرے رسولؐ کی معرفت حاصل نہ کرپاؤں گا۔ اے معبود مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما کہ یقیناً اگر تو نے مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں تیری حجتؑ کی معرفت حاصل نہ کرپاؤں گا۔ اے معبود مجھے اپنی حجتؑ کی معرفت عطا فرما کہ اگر تو نے مجھے اپنی حجتؑ کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہوجاؤں گا۔

"عمل کے بغیر دعا کرنے والا ایسا ھے جیسے کمان کے بغیر تیر چلانے والا۔"

حضرت علی علیہ السلام

سوالات

سوال نمبر۱: ہمیں خدا سے دعا کیوں کرنا چاہئے؟

سوال نمبر۲: دعا کی اہمیت کے سلسلے میں معصومین علیہم السلام کی دو احادیث تحریر کریں۔

سوال نمبر۳: دعا کے کیا فوائد ہیں اور یہ فوائد ہمیں کب حاصل ہو سکتے ہیں؟

سوال نمبر۴: قرآنی دعائیں اور معصومین علیہم السلام سے مروی دعائیں باترجمہ یاد کر کے اپنے استاد کو سنائیں۔

زبان کے گناہ

(۱)

جناب لقمان حکیم ایک دانا شخص تھے۔ ان کی باتیں حکمت سے بھری ہوئی تھیں۔ ان کی دانائی کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہوا ہے۔ ایک دفعہ جناب لقمان کے مالک کے گھر چند مہمان آئے۔ مالک نے جناب لقمان سے کہا:

"جانور کا بہترین حصّہ پکاکر لاؤ۔"

جناب لقمان نے بھیڑوں کی زبانیں پکا کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیں۔ ایک اور دن ان کے مالک نے حکم دیا:

"مہمانوں کے لئے جانور کا بدترین حصّہ پکاکر لاؤ۔"

جناب لقمان نے اس بار بھی بھیڑوں کی زبانیں پکا کر مہمانوں کو پیش کر دیں۔ مالک نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیا وجہ تھی کہ انہوں نے

دونوں بار زبان پکائی تو انہوں نے جواب دیا:

"جناب! زبان بدن کے بہترین اعضاء میں سے ہے۔ اس کے صحیح استعمال سے انسان لوگوں کو ہدایت دے سکتا ہے، اسی سے کام لے کر آدمی شہر کے شہر آباد کرتا ہے۔ پھر اسی کی بدولت شہر کا انتظام چلاتا ہے۔ زبان ہی کے ذریعے آدمی ان پڑھ لوگوں کو علم سکھاتا ہے۔
اس کے برعکس اگر زبان قابو میں نہ ہو تو یہ بدترین چیز ہے، کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو لڑائی جھگڑے کی جڑ ہے۔ اس کی وجہ سے شہر ویران ہوتے ہیں اور اسی کی بدکلامی سے انسان کو شرمندہ اور ذلیل ہونا پڑتا ہے۔"

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ زبان کی وجہ سے انسان کئی گناہوں میں ملوث ہوسکتا ہے۔ اس کو قابو میں رکھنا اور مرضیٔ خدا کے مطابق اسے استعمال کرنا دنیا و آخرت کی کامیابی کا باعث بن سکتا

ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا:

"کوئی شخص گناہ سے اس وقت تک
محفوظ نہیں رہتا جب تک اپنی
زبان قابو میں نہ رکھے۔"

امامؑ کی اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں اپنی زبان کے استعمال میں احتیاط برتنا چاہئے اور جھوٹ، غیبت، گالی، تہمت، گانا، چغلی وغیرہ جیسے گناہوں سے بچنا چاہئے۔

جھوٹ

جھوٹ زبان کے بڑے گناہوں میں سے ایک ہے۔ تمام آسمانی ادیان میں جھوٹ کی مذمت کی گئی ہے۔ اسلام نے اسے گناہان کبیرہ میں شامل کیا ہے۔ معصومین علیہم السلام نے بھی اپنے ارشادات میں سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی بہت تاکید کی ہے۔ ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آگاہ ہوجاؤ! میں تمہیں گناہانِ
کبیرہ میں سب سے بڑے گناہوں کی
خبر دیتا ہوں۔ کسی کو خدا کا
شریک قرار دینا، عاقِ والدین ہونا

اور جھوٹ بولنا۔"

امیرالمومنین امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

"کوئی بندہ ایمان کا ذائقہ اس وقت تک نہیں چکھ سکتا جب تک جھوٹ کو ترک نہ کردے، خواہ جھوٹ مذاق میں ہو یا سنجیدگی کے ساتھ۔"

جھوٹ بولنے کے دنیاو آخرت میں بہت نقصانات ہیں۔ جو شخص جھوٹ بولتا ہے، لوگوں کی نظروں میں اسکی عزت نہیں رہتی۔ جھوٹا شخص کبھی سچ بھی بولے تو لوگ یقین نہیں کرتے۔ جھوٹ بولنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ جھوٹا شخص دیگر گناہوں میں بھی ملوث ہو جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب بندہ جھوٹ بولتا ھے تو ھر گناہ کے سلسلہ میں بے باک ھوجاتا ھے۔"

امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"تمام برائیاں ایك گھر میں مقفل ھیں اور اس کی چابی جھوٹ ھے۔"

عزیز طالبعلمو!

دین اسلام نے جہاں جھوٹ کی اتنی مذمت کی ہے اور جھوٹے

Darjae Hashtum

شخص کو جہنمی قرار دیا ہے، وہیں سچ بولنے والے کی فضیلت بھی بیان کی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

"اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو
اور (جب کھوتو) درست بات کہا
کرو تو خدا تمہارے اعمال کو درست
کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے
گا۔"

(سورہ احزاب آیات ۷۱-۷۰)

غیبت

غیبت زبان کے گناہوں میں سے ایک ہے۔اس کا شمار گناہان کبیرہ میں ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

"اے ایمان والو ! اکثر گمانوں سے
اجتناب کرو کہ بعض گمان گناہ
کادرجہ رکھتے ہیں اور خبردار ایک
دوسرے کے عیب تلاش نہ کرواور
ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کرو کہ

کیا تم میں سے کوئی اس بات
کوپسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی
کا گوشت کھائے۔ یقیناً تم اسے برا
سمجھو گے..."

(سورہ حجرات آیت ۱۲)

احادیث معصومین علیہم السلام میں بھی اس گناہ کی سخت مذمت کی گئی ہے۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جو شخص بھی کسی مومن سے
متعلق کوئی ایسی بات کھے کہ جس
سے اس کی عزت و آبرو جاتی ہو،
اللّٰہ اسے اپنے دوستوں کے زمرے سے
نکال کر شیطان کے دوستوں میں
شامل کردے گا اور شیطان بھی اسے
قبول نہیں کرے گا۔"

غیبت سے مراد ہے کسی مومن کے عیب کو اسکی غیر موجودگی میں دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا، یہ عیب چاہے فعلی ہو یا جسمانی، اخلاقی ہو یا قولی، نسبی ہو یا مالی۔

اللہ تعالیٰ ستار العیوب یعنی عیبوں کو پوشیدہ رکھنے والا ہے۔ لہٰذا وہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے بندے کسی کا عیب دوسروں کے سامنے ظاہر

Darjae Hashtum

کریں۔ دوسروں کے عیوب آشکار کرنے سے مومنین میں محبت کا رشتہ نہیں رہتا، دوستوں میں جدائیاں ہو جاتی ہیں اور دلوں میں نفرتیں اور عداوتیں جنم لیتی ہیں۔ خدا غیبت کرنے والوں کو کس قدر ناپسند کرتا ہے، اس کا اندازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"اے لوگو!.................مسلمانوں کی
غیبت اور بدگوئی نہ کرو اور انکے
عیب تلاش نہ کرتے رہو کیونکہ ہر
وہ شخص جو اپنے بھائی کے عیب
ڈھونڈے، اللہ اس کے عیوب آشکار
کر دے گا اور لوگوں کی نظروں میں
اُسے رسوا کردے گا۔"

غیبت کرنے والا آخرت میں خسارے میں رہے گا۔ روایت میں ہے:

"غیبت کرنے والا اگر توبہ بھی کرے
گا تو وہ آخری شخص ہو گا جو
بہشت میں پہنچے گا اور جو توبہ
کئے بغیر ہی مرجائے تو وہ پہلا
شخص ہوگا جو دوزخ میں جائے

Darjae Hashtum

گا۔"

جس طرح غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح غیبت کا سننا بھی حرام ہے۔حضور اکرم صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"غیبت سننے والا غیبت کرنے والے
کے برابر ھے اور غیبت پر کان
دھرنے والا غیبت کرنے والوں میں
سے ھے۔"

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ایک بار اپنی سہیلیوں کو دعوت دی۔ آپؑ کی سہیلیوں نے گفتگو کے دوران غیبت کرنا شروع کردی۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں تشریف لے گئیں۔ جب سہیلیوں کو احساس ہوا کہ آپؑ وہاں سے اٹھ گئی ہیں تو انھوں نے اس کی وجہ دریافت کی ۔جواب میں آپؑ نے فرمایا:

"جب تم نے غیبت شروع کی تو مجھے
خوف محسوس ھوا کہ کھیں خدا کا
عذاب نازل ھوتو تمھارے ساتھ مجھے
بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔"

Darjae Hashtum

تہمت

ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحابؓ کو غیبت کی برائیوں سے آگاہ کررہے تھے۔ جناب سلمان فارسیؓ نے آپؐ سے سوال کیا:

"کیا اس شخص میں وہ عیب موجود ہو (جو بیان کیاجا رہاہو) تب بھی یہ غیبت میں شمار ہوگا؟"

آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"عیب موجود ہے اسی لیے اسے غیبت کہتے ہیں۔ اگر کسی ایسے عیب کے بارے میں بیان کیا جائے جو اس شخص میں موجود نہ ہو تو یہ تہمت ہے اور یہ غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔"

اسلام نے تہمت کو غیبت سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں مومن کی برائی کے ساتھ جھوٹ کا گناہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس عظیم گناہ کی مذمت

Darjae Hashtum

میں ارشاد فرمایا:

"جو کوئی اپنے مومن بھائی پر تہمت
لگائے گا اسکے دل سے ایمان اسطرح
رخصت ہو جائے گا جیسے نمک پانی
میں گھل جاتا ہے۔"

"جس شخص کی زبان سچ بولنے والی ہو،
اس کا عمل بھی درست اور پاکیزہ ہوتا ہے۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام

☆☆☆☆☆

Darjae Hashtum

سوالات

سوال نمبر ۱: حضرت لقمان حکیم نے زبان کے کیا فوائد و نقصانات بتائے ہیں؟

سوال نمبر ۲: جھوٹ بولنے سے دنیا و آخرت میں کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۳: جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے غیبت کرنے والی سہیلیوں کو ان کے گناہ کی جانب کیسے متوجہ کیا؟

سوال نمبر ۴: غیبت اور تہمت کی مذمت میں ایک ایک حدیث تحریر کریں۔

زبان کے گناہ

(۲)

چغلخوری

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ ۝

"تباھی اور بربادی ھے ھر طعنه زن
اور چغلخور کے لئے۔"

(سوره همزه آیت۱)

قرآن مجید کی اس آیت میں چغلخور کی مذمت کی گئی ہے جو ایک شخص کی بات دوسرے تک پہنچا کر انکے دلوں میں جدائی اور تفرقہ

Darjae Hashtum

ڈالتا ہے۔

ایک مرتبہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا:

"کیا میں تمھیں آگاہ نہ کروں کہ تم میں سے بدترین کون ھے۔"

اصحابؓ نے فرمایا:

''ضرور اے پیغمبر گرامیؐ''

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جو چغلخوری کرتے ھیں، دوستوں میں تفرقہ ڈالتے ھیں اور پاك لوگوں کے عیب ڈھونڈتے ھیں۔"

عالمِ اسلام کے عظیم عالم شہید ثانی شیخ زین الدین فرماتے ہیں:

"چغلخوری ایسے بھید کا کھول ڈالنا ھے جس کا کھلنا کھنے والے یا سننے والے یا جس کی چغلی کی جارھی ھو، اسکے نزدیك برا ھو یا کسی کے بھی نزدیك بُرا ھو مثلاً کسی نے اپنا مال کسی جگہ چھپارکھا ھو تو کسی دوسرے شخص سے اسکا بیان

چغلخوری اوربھید کھول دینا ھے
اور اگر اسکے بیان سے بھید والے کا
کوئی نقص یا عیب بھی سامنے
آجاتا ھے تو پھر یہ غیبت بھی
ھوجاتی ھے۔"

چغلخوری کسی کو نقصان پہنچانے کی نیت سے کی جاتی ہے یا اپنی دوستی اور خیرخواہی ظاہر کرنے کے لیے کی جاتی ہے اور کبھی خوش مزاجی ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اور کبھی زیادہ باتیں بنانے کی غرض سے کی جاتی ہے۔ چغلخوری کسی مقصد سے کی جائے، اسکے نقصانات بے شمار ہیں۔ اس گناہ کے نتیجے میں دلوں میں کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے، دوستوں اور رشتہ داروں میں جدائی ہوجاتی ہے اور فتنہ اور فساد پیدا ہوتا ہے، حتیٰ یہ کہ کبھی کبھار نوبت قتل تک پہنچ جاتی ہے۔ چغلخور خود بھی لوگوں کی نگاہ میں معتبر نہیں رہتا اور لوگ اس کی ہم نشینی سے گریز کرتے ہیں۔ ان نقصانات سے بچنے کا بہترین طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے واضح ہے:

"چغلخوری نہ کرو اور نہ چغلخور
کی باتوں پر کان لگاؤ۔"

گانا

زبان کے گناہوں میں ایک گناہ غنا (گانا) ہے۔ اس کا شمار بھی گناہانِ کبیرہ میں ہوتا ہے۔ دینِ اسلام نے اس سے بچنے کی سخت تاکید کی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

...... وَاجْتَنِبُوْ قَوْلَ الزُّوْرِ ○

" اور لغو باتوں سے بچے رہو "

(سورۂ حج آیت ۳۰)

ابو بصیر نے جب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت میں 'قول الزور' کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

"قول الزور غنا هے یعنی قول باطل غنا هے۔ اس کے پاس نه جاؤ۔"

معصومین علیہم السلام کی سیرت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایسے گھروں سے نفرت ہے جہاں سے گانے کی آواز بلند ہوتی ہے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ایک چاہنے والے داروغہ نے امامؑ کو ہارون الرشید کے تنگ و تاریک قید خانے سے اپنے گھر منتقل کر دیا۔ برابر والے مکان سے گانے کی آواز آ رہی تھی۔ امامؑ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

"اس گھر سے تو ھارون کا قید خانہ
بھتر ھے جھاں گانے کی آواز نھیں
آتی۔"

احادیث معصومین علیہم السلام میں گانا گانے اور سننے کی سخت مذمت آئی ہے اور اس کے بے شمار دنیوی اور اخروی نقصانات بیان ہوئے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں :

☆ "گانا سننا دل میں اسطرح نفاق پیدا کرتا ھے جیسے پانی سبزہ اگاتا ھے۔" (امام صادق علیہ السلام)

☆ "جس گھر میں گانا ھوتا ھے، وہ ناگھانی مصیبتوں سے محفوظ نھیں رھتا، اس میں دعا قبول نھیں ھوتی اور وھاں (رحمت کا) فرشتہ بھی داخل نھیں ھوتا۔" (امام صادق علیہ السلام)

☆ "گانا نفاق اور فقر و فاقہ کا باعث بنتا ھے۔" (امام علی علیہ السلام)

☆ "لھو و لعب کے وہ تمام کام

Darjae Hashtum

گناهانِ کبیره هیں جو خدا کی یاد
سے غافل کردیتے هیں جیسے گانا
اور موسیقی کے آلات کا استعمال۔"
(امام صادق علیه السلام)

☆ " گانا گانے والا شخص ایسے
لوگوں میں شامل هے جس پر قیامت
کے دن خدا نظر رحمت نهیں ڈالے
گا۔" (رسول اکرم صلی اللّه علیه
وآله وسلم)

☆ "جو کوئی گانا سنتا هے، قیامت
میں اسکے کان میں پگھلا هوا سیسه
ڈالا جائے گا۔" (رسول اکرم صلی
اللّه علیه وآله وسلم)

☆ " گانا گانے والا شخص اپنی قبر
سے اسطرح اٹھے گا که اندھا،بھرا
اور گونگا هوگا اور ان هی علامتوں
سے پهچانا جائے گا۔ "(رسول اکرم
صلی اللّه علیه وآله وسلم)

آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ غنا کا گناہ بہت عام ہو چکا

ہے۔ہمیں چاہیئے کہ اس گناہ سے پرہیز کریں۔ امام علی رضا علیہ السلام نے ایسے لوگوں کو نوید دی ہے جو اپنے آپ کو گانے سے محفوظ رکھیں۔آپؑ نے فرمایا:

"جو شخص خود کو گانے سے بچائے رکھے گا تو خدا اسے جنت میں ایک درخت میں سے آواز سنوائے گا کہ ایسی اچھی آواز کسی نے نہیں سنی ہو گی۔"

بدکلامی

زبان کے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ کسی کو گالی دینا ہے۔اللہ نے ہر انسان کو شائستہ فطرت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔زبان کا نامناسب استعمال مثلاً گالم گلوچ،فحش گوئی وغیرہ انسان کو شرافت کے اس معیار سے نیچے گرادیتا ہے۔ یہ وہ گناہ ہے جس سے اللہ، رسولؐ اور امامؑ سخت ناراض ہوتے ہیں۔

ایک شخص ہمہ وقت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں رہتا تھا۔لوگ اسے امامؑ کا دوست کہا کرتے تھے۔ایک دن وہ شخص

امامؑ کے ساتھ بازار گیا۔ پیچھے پیچھے اس کا غلام بھی ان کے ساتھ تھا۔ راستہ میں غلام کسی وجہ سے ان سے الگ ہو گیا۔ جب غلام تھوڑی دیر بعد ان سے آن ملا تو اس شخص نے غصہ میں اپنے غلام کو اس کی ماں کی نسبت سے گالی دی۔ گالی کے سنتے ہی امامؑ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور حیرت سے اس شخص کو مخاطب کیا:

"تم اس کی ماں کو گالی دے رہے ہو!
میں یہ خیال کرتا تھاکہ تم ایک متقی
اور پرہیز گار شخص ہو لیکن آج
یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ
تمہارے اندرتقوی اور پرہیز گاری
نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا:

"تم اسی وقت مجھ سے دور ہو جاؤ
اور آئندہ میرے ساتھ کبھی نہ آنا"

اس کے بعد امامؑ کو اس آدمی کے ساتھ لوگوں نے کبھی نہ دیکھا۔

اس واقعہ نے ہمیں بتایا کہ گالی دینے کی وجہ سے وہ شخص امامؑ جیسے عظیم دوست سے محروم ہو گیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے بھی فحش کلام کے ایسے نقصان کی طرف متوجہ کیا ہے۔ آپؑ کا ارشاد ہے:

Darjae Hashtum

"فحش گفتگو کرنے سے پرھیز کرو
کیونکه اس سے پست لوگ تمھاری
طرف بڑھیں گے اور نیك لوگ تم سے
دور ھو جائیں گے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بنی تمیم کے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"لوگوں سے فحش کلامی (گالم
گلوچ)نه کرو کیونکه یه ان سے
دشمنی کا باعث ھو جاتا ھے۔"

معصومین علیہم السلام نے آخری زمانے کے جو حالات بیان کیے ہیں،ان میں زبان کے گناہوں کا تذکرہ کثرت سے ملتا ہے،ان گناہوں کی وجہ سے پریشانیاں، لڑائی جھگڑے ،بے سکونی اور دیگر آفات عام ہونے کی خبر دی گئی ہے۔جب ایسے حالات پیدا ہوجائیں تو روایتوں میں ہے کہ امام زمانہ حضرت مہدیؑ کا ظہور کا وقت نزدیک آچکا ہے۔

عزیز طالبعلمو!

موجودہ زمانے میں زبان کے گناہ بہت بڑھ گئے ہیں۔اگر ہمیں امام زمانہؑ کے ساتھیوں میں شامل ہونا ہے تو ان گناہوں سے

Darjae Hashtum

اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

"زبان ایک ایسا درندہ ہے، اگر اسے کھلا
چھوڑ دیں تو پھاڑ کھائے"

امام علی علیہ السلام

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال نمبر ۱: چغلخوری کے کیا نقصانات ہیں اور ان سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال نمبر ۲: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں بتائیے کہ روز قیامت گانا گانے اور سننے والے کی کیا کیفیت ہوگی؟

سوال نمبر ۳: امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے دوست سے تعلقات کیوں منقطع کر لئے؟

سوال نمبر ۴: چغلخوری اور بدکلامی کی مذمت میں ایک ایک حدیث تحریر کریں۔

Darjae Hashtum

تقلید

خدائے عادل نے ہماری رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا جنہوں نے ہمیں مرضئ خدا سے آگاہ کیا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○

"یقیناً ھم نے اسے راستے کی ھدایت دیدی ھے چاھے وہ شکر گزار ھوجائے یا کفران نعمت کرنے والا ھوجائے۔"

سورۃ الدھر آیت ۳

اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ خدا کے بتائے ہوئے راستے کو منتخب کرے یا اس کی نافرمانی کرے۔ لیکن عقل انسانی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو خالق کی مرضی کے مطابق گزاری جائے۔

Darjae Hashtum

خداوندعالم نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کردیا۔ اس کے بعد دین کی حفاظت اور ہماری ہدایت کے لئے ائمہ علیہم السلام کا سلسلہ جاری کیا۔ موجودہ زمانے میں ہمارے ہادی و رہبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہویں جانشین حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو حکم خدا سے پردۂ غیبت میں ہیں۔

امام زمانہؑ جب پردۂ غیبت میں تشریف لے گئے تو آپؑ نے براہ راست رابطہ کی جگہ اپنے نائبین کے ذریعے لوگوں کی ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ غیبت صغریٰ میں آپؑ نے یکے بعد دیگرے چار نائبین، حضرت عثمان بن سعید، ان کے بیٹے حضرت محمد بن عثمان، حضرت حسین بن روح اور حضرت علی بن محمد مقرر فرمائے۔ آخری نائب خاص حضرت علی بن محمد کے ۳۲۹ھ میں انتقال کے بعد غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوا جس میں آپؑ نے خود کسی شخص کو اپنا نائب مقرر نہیں کیا۔ اس کی جگہ ہماری ہدایت کے لئے ارشاد فرمایا:

"زمانۂ غیبت کبریٰ میں پیش آنے والے
حالات کے سلسلے میں ہماری حدیثوں
کو بیان کرنے والے علماء کی طرف
رجوع کرو کیونکہ وہ میری طرف سے
تم پرحجت ہیں اور میں اللہ کی جانب
سے حجت ہوں۔"

Darjae Hashtum

اس سلسلے میں ہمارے گیارہویں امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"لوگوں کے لئے ضروری ھے که فقھاء (یعنی احکام شریعت کو تفصیل و تحقیق کے ساتھ جاننے والوں) میں سے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ھو، اپنی نفسانی خواھشات کا تابع نه ھو اور اپنے خدا اور رسولؐ کا فرمانبردار ھو، اس کی تقلید کریں۔"

اس طرح حکم امامؑ سے غیبت کبریٰ میں تقلید کا سلسلہ شروع ہوا۔

عقل انسانی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ نہ جاننے والا جاننے والے سے رجوع کرے۔ جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو علاج کے لئے طبیب کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح عمارت تعمیر کرنی ہو تو معمار سے رجوع کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر مسئلے میں ماہرین فن کی جانب رجوع کرنا عقل کے عین مطابق ہے۔ بس اسی طرح احکام خداوندی معلوم کرنے کے لئے ایسے علماء کی طرف رجوع کرنا جو قرآن، حدیث اور سیرت معصومین علیہم السلام سے استنباط کرسکتے ہوں (جنہیں مجتہد کہا جاتا ہے) عقل کے مطابق ہے اور اسی کو تقلید کہتے ہیں۔

مسائل تقلید:

- اصول دین میں تقلید جائز نہیں ہے۔ فروع دین میں مسلمات دین (مثلاً نماز کا واجب ہونا، روزہ کا واجب ہونا) کو چھوڑ کر باقی دینی احکام میں (عام آدمی کے لئے) تقلید ضروری ہے۔
- دینی احکامات میں تقلید کا مطلب ہے کسی مجتہد کے فتوؤں پر بغیر دلیل طلب کئے عمل کیا جائے۔
- جس مجتہد کی تقلید کی جائے، ضروری ہے کہ وہ مرد، بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو۔
- اگر کسی زمانے میں ایک سے زیادہ مجتہدین ہوں اور ان کے فتوؤں میں اختلاف ہو تو مجتہد اعلم کی تقلید کرنی چاہئے۔ مجتہد اعلم سے مراد وہ مجتہد ہے جو اپنے زمانے کے دوسرے مجتہدین کے مقابلے میں احکام دین کو سمجھنے کی بہتر صلاحیت رکھتا ہو۔
- مجتہد کا فتویٰ حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں:

  ۱۔ خود مجتہد سے اس کا فتویٰ سننا۔

  ۲۔ دو عادل اشخاص سے سننا۔

  ۳۔ کسی ایسے شخص سے سننا جس کے قول پر اطمینان ہو۔

  ۴۔ مجتہد کے فتوؤں کی کتاب (مثلاً توضیح المسائل) میں پڑھنا بشرطیکہ اس کتاب کی صحت کے بارے میں اطمینان ہو۔

Darjae Hashtum

- اگر مجتہد اعلم کوئی فتویٰ دے تو اس کا مقلد اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل نہیں کرسکتا۔ تاہم اگر مجتہد اعلم فتویٰ نہ دے بلکہ احتیاط کا لفظ استعمال کرے تو مقلد کو اختیار ہے چاہے اس احتیاط کے مطابق عمل کرے اور چاہے تو اس مسئلے میں فالاعلم (یعنی وہ مجتہد جو اعلم کے بعد علم میں سب سے بہتر ہو) کے فتویٰ پر عمل کرے۔ اس احتیاط کو احتیاط واجب کہتے ہیں۔
- اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے میں فتویٰ دے اور ساتھ احتیاط بھی لگائے تو ایسی احتیاط کو احتیاط مستحب کہتے ہیں۔ اس میں مقلد کو اختیار ہے چاہے اس احتیاط پر عمل کرے چاہے اسے ترک کردے۔
- جو مسائل انسان کو اکثر پیش آتے ہیں ان کو یاد کر لینا واجب ہے۔

"حلال اور حرام کو سمجھو ورنہ تم غیر مہذب ہو۔"

امام محمد باقر علیہ السلام

Darjae Hashtum

سوالات

سوال نمبر۱: غیبت صغرٰی میں امام زمانہ علیہ السلام کے چار نائبین کے نام تحریر کریں۔

سوال نمبر۲: غیبت کبرٰی میں علماء کی طرف رجوع کرنے کے سلسلے میں ہمارے گیارہویں اور بارہویں امام علیہم السلام نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

سوال نمبر۳: تقلید سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر۴: احتیاط واجب اور احتیاط مستحب میں کیا فرق ہے؟

Darjae Hashtum

احکام اسلام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے چھٹے جانشین حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی ولادت کا دن تھا۔ عمران کے گھر میں خوب چہل پہل تھی۔ اس کے ہم جماعت دوست محمد ہادی، ابراہیم اور محمد تقی بھی اس کے گھر آئے ہوئے تھے۔ بات دراصل یہ تھی کہ عمران اور ان کے دوستوں کے ذہن میں چند مسائل ابھر رہے تھے۔ عمران کے والد کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ان مسائل کے حل کیلئے ایک عالم دین کو اپنے گھر دعوت دی اور عمران سے کہا کہ وہ بھی اپنے دوستوں کو مدعو کرلے۔ چنانچہ چاروں دوست بڑی بے چینی سے عالم دین کا انتظار کر رہے تھے۔ مقررہ وقت پر عالم دین تشریف لائے تو عمران کے والد اور یہ چاروں دوست احتراماً کھڑے ہوگئے اور سب نے سلام کیا۔ عمران کے والد عالم دین سے بغل گیر ہوئے اور چاروں دوستوں نے باری باری ان سے مصافحہ کیا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ سب نے ایک دوسرے کو معصومین علیہم السلام کی ولادت کی مبارکباد دی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد گفتگو کا آغاز ہوا:

عمران کے والد: مولانا صاحب! ان دوستوں کے ذہن میں چند سوالات ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو یہ اپنے مسائل پیش کریں۔

عالم دین: یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ ہمارے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام کا بھی فرمان ہے:

"جو کچھ تم نہیں جانتے اسے
سیکھنے میں شرم نہ کرو۔"

(بچوں کی طرف دیکھتے ہوئے) بسم اللہ۔

عمران: مولانا صاحب! بعض اوقات اسکول میں ہمیں کسی کی کوئی چیز پڑی ملتی ہے مثلاً قلم، پینسل یا کبھی پیسے بھی مل جاتے ہیں۔ اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

عالم دین: اگر آپ نے ایسی کوئی چیز اٹھالی تو ضروری ہے کہ اس کو اس کے مالک تک پہنچا دیں۔ لیکن اگر یہ پتہ نہ ہو کہ یہ چیز کس کی ہے تو لازم ہے کہ اس طرح اعلان کروائیں کہ اس کے مالک تک یہ اعلان پہنچ جائے۔

محمد تقی: اگر ایسی چیز ہم نہ اٹھائیں تو؟

عالم دین: ایسی صورت میں آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

محمد ہادی: مولانا صاحب! ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ بچے اعلان کروانے کی جگہ ملے ہوئے پیسے کسی فقیر کو دے دیتے ہیں یا نذر و نیاز کے صندوقچے میں ڈال دیتے ہیں یا خود خرچ کر لیتے ہیں۔

عالم دین: نہیں بیٹا! ایسا کرنا صحیح نہیں۔ یہ پیسے جس کے ہیں اس تک پہنچانا لازم ہے، کسی اور کام میں خرچ نہیں کئے جا سکتے چاہے وہ کام کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔

ابراہیم: مولانا صاحب! اگر اعلان کرنے کے باوجود بھی مالک نہ مل سکے تو کیا کرنا چاہئے؟

عالم دین: ایسی صورت میں مجتہد یا ان کے وکیل سے رجوع کریں اور ان کے کہنے کے مطابق عمل کریں۔

محمد ہادی: مولانا صاحب! کبھی کبھار ہم اپنے دوستوں کی کوئی چیز مثلاً قلم ان سے پوچھے بغیر استعمال کر لیتے ہیں۔ کہیں ایسا کرنا غلط تو نہیں ہے؟

عالم دین: یہ آپ نے بہت اچھا سوال کیا۔ عام طور پر لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے اور دوسروں کی چیز بغیر پوچھے استعمال کر لیتے ہیں۔ اگر چیز کے استعمال سے مالک راضی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر مالک راضی نہ ہو یا اس کی رضامندی کا علم نہ ہو تو اسکی چیز استعمال کرنا حرام ہے۔

محمد تقی: مولانا صاحب! ہمارے بعض دوست کہتے ہیں کہ کرکٹ کھیلنا جائز نہیں ہے۔

عالم دین: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ کرکٹ ہو یا اس جیسا کوئی اور کھیل، اگر آپ بغیر شرط کے کھیلیں تو جائز ہے۔ البتہ اس

کی وجہ سے کوئی حکم خدا ترک نہیں ہونا چاہئے مثلاً کرکٹ ہی کو لیں، اگر اس کے کھیلنے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو پھر اس کا کھیلنا حرام ہے۔

عمران: مگر تاش کھیلنا تو بغیر شرط کے بھی حرام ہے۔

عالم دین: شاباش! آپ بچوں کی معلومات تو بہت اچھی ہیں۔ ہاں! کچھ کھیل ایسے ہیں جو اصل میں بنائے ہی جوئے کیلئے گئے تھے۔ ایسے کھیل بغیر شرط کے کھیلنا بھی حرام ہے۔تاش ایسے ہی کھیلوں میں شامل ہے۔

محمد تقی: مولانا صاحب! ہم جب کرکٹ میچ کھیلتے ہیں تو ہر ٹیم پیسے ملاتی ہے جس سے ٹرافی خریدی جاتی ہے۔ یہ ٹرافی جیتنے والی ٹیم کو دے دی جاتی ہے۔ کیا یہ بھی جوئے میں شامل ہے؟

عالم دین: جی ہاں! یہ بھی جوا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر آپ ویڈیو گیمز یا اسنوکر وغیرہ کھیلیں اس شرط کے ساتھ کہ ہارنے والا اپنے کرائے کے ساتھ جیتنے والے کا کرایہ بھی دے گا تو یہ بھی جوئے میں شامل ہے۔

ابراہیم: مولانا صاحب! کیا لاٹری بھی حرام ہے؟

عمران: (ہنستے ہوئے) یہ بھی کوئی سوال ہے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ لاٹری حرام ہے۔

عالم دین: (عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے) نہیں بیٹا! اس طرح کسی سے مذاق نہیں کرنا چاہئے۔ یہ تو اچھی بات ہے کہ جو بات کوئی نہ جانتا ہو وہ دوسروں سے پوچھ لیا کرے۔ ویسے آپ کا جواب صحیح ہے کہ لاٹری حرام ہے۔ ہاں، اگر کوئی نجی فلاحی ادارہ کسی نیک مقصد کے لئے لاٹری کا اجراء کرے تو اس کی مدد کی نیت سے اس میں حصہ لینا جائز ہے۔

(محفل میں چند لمحوں کی خاموشی ہوتی ہے)

عالم دین: (سکوت کو توڑتے ہوئے) آپ لوگوں نے اتنے سوالات مجھ سے پوچھے۔ چلیئے، ایک سوال میں آپ سے پوچھتا ہوں۔

(چاروں دوست ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور یک زبان ہو کر کہنے لگے)

مولانا صاحب! ہم سے۔

عالم دین: گھبرائیں نہیں، میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کے اسکول میں بچے لڑتے جھگڑتے ہیں؟

عمران: مولانا صاحب! ہم تو نہیں لڑتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اسکول کے کچھ لڑکے آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔

ابراہیم: اور کبھی کبھار تو ہاتھا پائی بھی ہو جاتی ہے۔

عالم دین: بچو! اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ آپس میں محبت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ اس سے معاشرے میں امن

ومحبت قائم ہوتی ہے جو اسلام کی ترویج میں بھی مدد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام لڑائی جھگڑے کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ اس سے آپس میں نفرت پھیلتی ہے۔ آج پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جشن ولادت ہے۔ میں آپ کو حضور اکرمؐ ہی کی ایک حدیث سناتا ہوں:

"مسلمان وہ ھے جس کی زبان اور ھاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رھیں۔"

دیکھا آپ نے! حضور اکرمؐ اس شخص سے کس قدر ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں جو لڑتا جھگڑتا ہے، بدکلامی کرتا ہے اور ہاتھوں سے دوسروں کو ایذا پہنچاتا ہے۔

عمران کے والد: ہاتھا پائی میں کسی کو نقصان پہنچ جائے تو دیت بھی تو واجب ہوجاتی ہے؟

عالم دین: صحیح فرمایا آپ نے۔ اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو جسمانی ایذا پہنچائے تو اسلام اس پر مالی جرمانہ بھی عائد کرتا ہے اگرچہ اس سے صرف کھال کا رنگ ہی تبدیل کیوں نہ ہوا ہو۔ اس مالی جرمانے کو دیت کہتے ہیں۔

ابراہیم: مولانا صاحب! ہم لوگ عید کے دن اپنے بزرگوں کا ہاتھ چومتے ہیں جبکہ ہمارے دوست محمد ہادی کہتے ہیں کہ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیا بزرگوں کا ہاتھ نہیں چومنا چاہیے؟

محمد ہادی: مولانا صاحب! میں نے تو یہ کسی سے سنا تھا اس لئے ابراہیم کو بتایا تھا۔

عالم دین: بچو! بزرگوں کا ہاتھ چومنا صحیح بھی ہے اور غلط بھی ہے۔ آپ اگر اپنے بزرگ مثلاً اپنے والدین، عالم دین یا استاد کا ہاتھ چومیں تو یہ بالکل صحیح بلکہ اچھا عمل ہے۔ اس کے لئے کوئی خوشی کا موقع بھی شرط نہیں ہے۔ ہاتھ چومنا احترام کی نشانی ہے اور یہ عمل کسی وقت بھی انجام دیا جاسکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر ہم کسی نامحرم کا ہاتھ چومیں مثلاً چچی، ممانی یا بھابھی کا تو یہ فعل حرام ہے۔

اور ہاں بیٹا محمد ہادی، ایک بات آپ بھی یاد رکھیں، کسی سنی سنائی بات پر نہ تو خود عمل کرنا چاہئے اور نہ ہی اسے دوسروں تک بڑھانا چاہئے، جب تک کہ کسی معتبر شخص سے اس بات کی تصدیق نہ کرلیں۔

محمد ہادی: مولانا صاحب! کیا لڑکیوں کے لئے بھی ہاتھ چومنے میں ایسا ہی مسئلہ ہے؟

عالم دین: بالکل، لڑکیاں بھی اگر نامحرم مرد مثلاً خالو، پھوپھا، بہنوئی وغیرہ کا ہاتھ چومیں یا ان سے مصافحہ کریں تو یہ بھی فعل حرام ہے۔ البتہ اگر اپنے والدین، استانی یا کسی عالمۂ دین کے ہاتھوں کو بوسہ دیں تو یہ مستحسن عمل ہے۔

عمران کے والد: مولانا صاحب! ہم آپ کے بے حد ممنون و مشکور ہیں کہ آپ نے اتنی زحمت کر کے ہمارے مسائل کے جوابات عنایت فرمائے۔ آخر میں آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے لئے کوئی نصیحت فرمائیں۔

عالم دین: مجھے آپ کے سوالات سن کر بے حد خوشی ہوئی۔ یہاں آ کر یہ احساس ہوا کہ ہمارے بچے معاشرتی برائیوں سے آگاہ بھی ہیں اور ان سے بچنا بھی چاہتے ہیں۔

معاشرتی گمراہیوں سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے عقائد (اصول دین) کو مضبوط کرے اور ضروری علم فقہ (فروع دین) حاصل کرے اور اس پر عمل کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم میں سے ہر ایک کو بہترین اخلاق کا مالک بھی ہونا چاہئے۔

عزیز بچو! میں آج کی ایک بڑی برائی کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ ہمارے معاشرے میں بے حیائی اور بداخلاقی بہت بڑھ گئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بزرگوں اور والدین کا احترام ختم ہو رہا ہے تو دوسری جانب فحاشی اور عریانی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان برائیوں کی جہاں اور وجوہات ہیں وہاں ایک بڑی وجہ ہمارے اپنے گھروں میں ڈش اینٹینا اور کمپیوٹر کی صورت میں موجود ہے۔ ان کو غلط

استعمال کر کے ایسی چیزیں دیکھی جارہی ہیں جو ہمارے ایمان کو کمزور اور ہمیں اسلام کی اصل روح سے دور کررہی ہیں۔ ہمیں ان برائیوں سے خود بھی بچنا چاہئے اور معاشرے کو بھی بچانا چاہئے۔

(محفل دعا کے ساتھ برخاست ہوتی ہے)۔

"جب خدا کسی بندے سے نیکی کا ارادہ فرماتا ھے تو اسے علم دین عطا کرتا ھے۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام

☆☆☆☆☆

سوالات

سوال نمبر۱: اسکول سے اگر کسی کو کوئی چیز پڑی ملے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

سوال نمبر۲: جائز کھیل کا کھیلنا کن صورتوں میں حرام ہوجاتا ہے؟

سوال نمبر۳: لڑائی جھگڑے کے سلسلے میں مولانا صاحب نے بچوں کو کیا نصیحت فرمائی؟ مختصراً تحریر کریں۔

سوال نمبر۴: جدید ایجادات کے غلط استعمال کے کیا نقصانات ہیں اور ان سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟

Darjae Hashtum

اقوال زرّیں

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

"پانچ قسم کے لوگوں کی هم نشینی اختیار نہ کرو اور ان سے گفتگو نہ کرو اور کسی راہ میں ان کے رفیق نہ بنو:

۱۔ جھوٹ بولنے والے

۲۔ فاسق و بدکار

۳۔ بخیل

۴۔ احمق

۵۔ قطع رحمی کرنے والے۔"

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"کوئی شخص گناہ سے اس وقت تك محفوظ نهیں رهتا جب تك اپنی زبان قابو میں نہ رکھے۔"

Darjae Hashtum

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جب کوئی مومن اپنے مومن بھائی پر تہمت لگاتا ھے تو اس کا ایمان اسی طرح گھل (کر ختم ھو) جاتا ھے جیسے نمك پانی میں گھل (کر ختم ھو) جاتا ھے۔"

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

"جوشخص اپنے غصّے کو لوگوں سے روك لے، خدا قیامت کے دن اس سے اپنا عذاب روك لے گا۔"

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"کام انجام دینے سے پھلے اس کے (نتیجے کے) بارے میں غوروفکر کرنا تمھیں شرمندگی سے محفوظ رکھے گا۔"

☆☆☆☆☆